ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

مارچ 2021ء

عظمتِ معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے چند پہلو

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

8th MARCH INTERNATIONAL WOMEN'S DAY

حقوقِ نسواں کا عالمی دن اور ہماری ذمہ داریاں

تربیتِ اولاد ایک اہم چیلنج اور حائل رکاوٹیں

قراردادِ پاکستان اور اس کا پس منظر

جامع شیخ الاسلام کی توسیع اور تزئین و آرائش کی تکمیل پر خصوصی تقریب

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیراہتمام شیخ الاسلام کی 70 ویں سالگرہ پر ''دعائیہ تقریب''

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیراہتمام ''فاؤنڈرز ڈے'' کی تقریب

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 28 شمارہ: 3 / رجب / شعبان ۱۴۴۲ھ / مارچ 2021ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصر اللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیَّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم

گرافکس: عبدالسلام — فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(حقوق نسواں کا عالمی دن اور ہماری ذمہ داریاں) 4

فکرِ شیخ الاسلام

عظمتِ معراج مصطفیٰ ﷺ کے چند پہلو	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
تربیتِ اولاد اور ایک اہم چیلنج اور حائل رکاوٹیں	پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا	9
سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا	ڈاکٹر فرخ سہیل	14
اسلام مساوات انسانی کا علمبردار	ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ	17
پانی: زندگی ہے	ڈاکٹر عشرت افضل	21
قراردادِ پاکستان اور اس کا پسِ منظر	ڈاکٹر انیلہ مبشر	24
قرآن وسنت کی روشنی میں خواتین کی تربیت	سمیہ اسلام	27
”سبق جو ہم کو ملا تھا بھلا دیا ہم نے“	پروفیسر حلیمہ سعدیہ	33
آپ کی صحت: گردوں کے امراض اور غذا	ویشاء وحید	35
گلدستہ: نظر کی کمزوری کا علاج	حافظہ سحر عنبرین	38

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے — سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَالضُّحٰی. وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی. وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی. وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی. اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰی. وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی. وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی.

(الضحیٰ، ۹۳: ۱ تا ۸)

’’قسم ہے چاشت کے وقت کی (جب آفتاب بلند ہو کر اپنا نور پھیلاتا ہے)۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔ اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے۔ اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (اے حبیب!) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزّز و مکرّم) ٹھکانا دیا۔ اور اس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ و گم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیا۔ اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے (اپنی لذتِ دید سے نواز کر ہمیشہ کے لیے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیا۔‘‘

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ رضی الله عنه قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ نَبِيِّكُمْ ﷺ إِلَّا سَمِعْتُهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَذُنُوْبِي كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ وَأَنْعِشْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِي لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي مَعَاجِمِهِ الثَّلَاثَةِ وَالْحَاكِمُ.

’’حضرت ابوایوب ص بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو میں آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنتا: اے میرے اللہ! میری تمام خطائیں اور گناہ بخش دے، اے میرے اللہ! مجھے (اپنی عبادت و اطاعت کے لئے) ہشاش بشاش رکھ اور مجھے اپنی آزمائش سے محفوظ رکھ اور مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی رہنمائی عطا فرما، بیشک نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت تیرے سوا کوئی نہیں دیتا اور بُرے اعمال اور اخلاق سے تیرے سوا کوئی نہیں بچاتا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۳۴۴، ۳۴۵)

خواب

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں
وہ قوم نہیں لائق ہنگامہ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!
(کلیات اقبال، ضرب کلیم، ص:۱۰۲۴)

تعبیر

اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات و ادبیات اس امر پر ہے کہ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نقطہ نظر رکھتے ہیں۔
(اجلاس مسلم لیگ، لکھنو 31 دسمبر 1916ء)

تکمیل

تحریک منہاج القرآن نے تینوں طرح کے کام کیے۔ اس نے تنظیمیں، ادارے اور فورم بنائے اس کے کارکنان رات دن اللہ کے دین کے لیے باہر نکلتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں اور توانائی لگا کر محنت کر کے ان کو کھڑا کر رہے ہیں۔ مٹی ہوئی قدروں کو زندہ کر رہے ہیں۔ لوگوں کو حضور ﷺ کے اسوہ و سیرت کی طرف پلٹا رہے ہیں۔ فکر کے دھارے بدل رہے ہیں۔ کئی لوگ زبان کی حد تک دعوت کو پہنچا رہے ہیں۔ دعوت کے اثرات لوگوں پر مرتب ہو رہے ہیں جو پھسل رہے تھے ان کو پھسلنے سے بچالیا ہے۔ تذبذب اور متزلزل کو پرسکون کر دیا ہے۔ یہ سب مومن ہیں۔ (خدمت دین میں فیملیز کا کردار: خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، دختران اسلام جنوری 2021ء)

اداریہ

حقوق نسواں کا عالمی دن اور ہماری ذمہ داریاں

ہر سال 8 مارچ کو حقوق نسواں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔گزشتہ ایک دہائی سے پاکستان میں بھی حقوق نسواں کے اس عالمی دن پر پرجوش سرگرمیاں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔ سیاسی، سماجی تنظیمیں حقوقِ نسواں کی مناسبت سے سیمینارز، سمپوزیم اور روڈ ایکٹویٹی کرتی ہیں جن کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہر نوع کے استحصال کی روک تھام کے لئے شعور اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ اسلام وہ واحد الہامی دین اور ضابطہ حیات ہے جسے رہتی دنیا تک یہ فضیلت میسر رہے گی کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے تاریخ عالم میں پہلی بار خواتین کو خرید وفروخت جنس کی بجائے سوسائٹی کے ایک باعزت رکن کے طور پر متعارف کروایا اور اس کے حقوق و فرائض کا تعین کیا۔ آج سے ساڑھے 14 سو سال قبل خواتین کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا، اُسے خرید و فروخت کی ایک جنس کے سوا اور کوئی شناخت حاصل نہیں تھی۔ بیٹی کی پیدائش کو ایک برا شگون سمجھا جاتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی روش عام تھی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی اس ظالمانہ اور جاہلانہ رویے کو اسلام نے بیک جنبش قلم ختم کیا اور خواتین کو ماں، بہن، بیٹی، بیوی، بہو کے روپ میں عزت و آبرو سے نوازا اور اس کے تحفظ کے لئے اہم اقدامات اٹھائے۔ پیغمبرِ اسلام حضور نبی اکرم ﷺ اپنی بیٹی سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا سے بے حد محبت کرتے تھے، ان کے احترام میں کھڑے ہوتے اور انہیں بٹھانے کے لئے اپنی چادر مبارک بچھاتے تھے۔ اسلام نے ویمن امپاورمنٹ کے حوالے سے جو سب سے پہلا اور بڑا قدم اٹھایا وہ ان کا معاشی تحفظ تھا۔ خواتین کو وراثت میں حصہ دار بنایا گیا، ویمن امپاورمنٹ کا دوسرا سب سے بڑا اسلامی قدم مردوں اور عورتوں کی مساوی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی تعلیم کے دروازے کھولنے کے احکامات دیئے اور والدین کو ترغیب دی کہ وہ بیٹیوں کی بہترین تعلیم و تربیت پر توجہ مرکوز کریں اور بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی تکمیل میں بطور باپ اپنے فرائض انجام دینے والوں کو آخرت میں انعام و اکرام کی بشارات سے نوازا گیا ہے۔ اسلام نے بلا مطالبہ خواتین کو جو حقوق ساڑھے 14 سو سال قبل دے دیئے تھے ان حقوق کے لئے 19 ویں صدی تک یورپ کی خواتین سرگرداں تھیں اور کوئی ان کی حالت زار پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔ خواتین کی حقیقی امپاورمنٹ، انہیں تعلیم دینا اور قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق انہیں وراثت میں سے حصہ دینا ہے۔ افسوس پڑھے لکھے اور ان پڑھ خاندان خواتین کو ان کے وراثتی حق سے محروم رکھنے کے لئے حیلے، بہانے تراشتے ہیں، ان کا معاشی حق غصب کرنے کے لئے ان کی بروقت شادیاں نہیں ہونے دیتے، خاوند تنازع کی صورت میں نان ونفقہ اور حق مہر سے محروم رکھنے کے لئے کبھی الزام تراشی اور کبھی کردارکشی کا سہارا لیتے ہیں۔ بے شمار واقعات میں خواتین کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے اور تیزاب سے جلائے جانے کے واقعات بھی عام ہیں۔ خواتین کو حقوق و فرائض سے بے خبر رکھنے کے لئے ان پر تعلیم کے دروازے بھی بند کیے جاتے ہیں۔ جو خاندان اور افراد اس نوع کی کرپٹ، غیر قانونی اور غیر اسلامی پریکٹسز میں ملوث ہیں وہ یاد رکھیں یہ اسلام اور پیغمبر اسلام کا راستہ ہرگز نہیں ہے، یہ ابوجہل اور اسلام سے قبل کے عرب ظالمین کفار کا راستہ ہے جو خودغرضی پر مبنی مختلف خود ساختہ وجوہات کی آڑ لے کر بیٹی کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ یہ امر بھی افسوسناک ہے کہ عورت کا استحصال کرنے والے یورپ کی کاسمیٹک خوبصورتی سے مرعوب کچھ خواتین عورت کے حقوق کے نام پر مشرقی اسلامی اقدار کو ملیا میٹ کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور عورت کے تحفظ کے بچے کھچے فابر کو تار تار کرنے پر بضد ہیں۔ اگرچہ ایسی مٹھی بھر خواتین کو کسی بھی موقع پر پذیرائی نہیں ملی تاہم اگر ہمارا میڈیا اسی طرح ذمہ داری کا مظاہرہ کرتا رہا اور سوشل میڈیا ایکٹویسٹ حقوقِ نسواں کی اسلامی اقدار کا تحفظ کرتے رہے تو یہ مٹھی بھر عناصر اپنے مذموم عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 34 کے مطابق ”قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے“ حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آئین کے اس آرٹیکل کی روشنی میں خواتین کی امپاورمنٹ کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ تھانوں، دفتروں، عدالتوں، ورکنگ پلیسز پر خواتین کو جن مسائل اور ہراسمنٹ کا سامنا ہے اسے پوری ریاستی طاقت استعمال کر کے ختم کروایا جائے۔ (چیف ایڈیٹر)

فکرِ شیخ الاسلام

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو......اللہ ہی کو معلوم کیا جانئے کیا ہو

عظمتِ معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند پہلو

ہر فرض زمین پر ملا مگر نماز کا تحفہ ’’او ادنیٰ‘‘ سے ملا

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

اللہ رب العزت نے یہ ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا ۔ (بنی اسرائیل، ۱:۱۷)

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی۔

سفر معراج کے مختلف مرحلے:

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے برگزیدہ خاص اور مقرب بندے کو سیر کروائی۔ رات کے تھوڑے سے حصے میں بڑی سیر کروائی یعنی عالم مکان اور عالم لامکان کی سیر کروائی، مادی اور بشری سفر مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک مکمل ہوا پھر مسجد اقصیٰ سے عروج شروع ہوا۔

گویا آپ خلاء میں داخل ہوگئے جو کرہ ارضی سے لے کر پہلے آسمان تک کے حصے پر مشتمل ہے۔ جس کو آج کی سائنسی زبان میں سپیس کہتے ہیں، آپ ﷺ جب پہلے آسمان سے ساتیں آسمان پر پہنچے جو جبرائیل امین کا مقام ہے۔ اس پر جبریل امین بھی رک گئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرا اس سے آگے جانا ممکن نہیں، کیونکہ آگے اللہ رب العزت کی خاص تجلیات کا نزول ہو رہا ہے۔ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

براق کی سواری:

آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ سے براق پر سوار کروایا گیا۔ جب براق جو سراسر نور تھا بلکہ پیکر انوار تھا، براق برق کی جمع ہے۔ بجلی کو با نور کہتے ہیں۔ بجلی اور نور کی طاقت کا اندازہ اس سے لگا جا سکتا ہے۔ اگر ایک جگہ بجلی گر جائے تو انسان جل جاتا ہے، اس طاقت کا عالم یہ ہے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار میل 84000 ایک سیکنڈ میں طے کرتی ہے۔ براق ایک روشنی نہیں تھا بلکہ ملٹی پر لائٹ براق تھا۔ وہ بھی رک گیا آگے نہ بڑھ سکا۔

رف رف کی سواری:

وہاں سے رف رف پر حضور علیہ السلام کو سوار کیا گیا۔ رف رف ایک نوری تخت تھا، حضور علیہ السلام کو رف رف پر بٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ حضور علیہ السلام کو اوپر بٹھا کر تخت نشین کر دیا گیا، گویا آپ عالم لامکان میں تخت نشین ہوئے اور ساری کائنات عالم بالا آپ کی سلطنت بن گئی۔ جب تخت رف رف پر جلوہ افروز ہوئے تو حضور علیہ السلام کو لامکان عبور کروایا گیا، ایک مقام وہ آیا کہ رف رف بھی رک گیا وہ بھی آگے نہیں جا سکتا تھا۔

بقعہ نور کی سواری:

اب اگلے سفر کے لئے ایک بقعہ نور یعنی خالص نور کا ایک جھرمٹ بھیجا گیا جس نے حضور ﷺ کو کملی میں چھپا لیا، اس نور میں آقا علیہ السلام کو مقام دنیٰ تک پہنچایا گیا، پھر نور کے بعد آگے کچھ بھی نہ تھا، رب تھا اور ایک مصطفیٰ ﷺ تھا اور یہ مقام دنیٰ تھا۔ جس کو قرآن مجید نے کہا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی. (النجم،۵۳:۱۰)

اب جب حضور قریب ہوئے، کچھ بھی نہ رہ گیا تھا، نہ بقعہ نور رہا، نہ رف رف رہا اور نہ براق رہا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رہے نہ عالم بشریت رہا اور نہ عالم نور رہا۔

نور و بشر پر لڑنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ:

حضور ﷺ کے نور و بشر کو اپنے عقلوں و علموں میں تولتے تولتے جن کی زندگی بسر ہوگئی، ان سے سوال کرنا چاہئے کہ کس بشریت کے پیمانے پر آپ حضور ﷺ کو تولتے ہیں، بشریت کی دنیا کے سردار کون ہیں؟ دراصل انبیاء علیہم السلام سے اونچے درجے کی بشریت کسی انسان کی نہیں، وہ بشریت حضور ﷺ کو حاصل ہے۔ کوئی پیغمبر بشریت سے خالی نہیں بشمول حضور ﷺ کی ذات گرامی کے، اس کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔ یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام میں بشریت نہیں ہے۔ یہ کہنا کفر ہے مگر جو بشریت ان کو حاصل ہے وہ ایک شان ہے، وہ ایک لباس ہے جو ان کو پہنا کر بھیجا جاتا ہے کیونکہ بشروں میں آرہے ہیں تو ان کو بشر بن کر آنا چاہئے۔ جب بشروں میں بشر بن کر نہیں آئیں گے تو نظر کیسے آئیں گے؟

اگر یہ خیال کیا جائے کہ وہ محض بشر تھے۔ معراج کی رات بشریت تو مسجد اقصیٰ تک رہ گئی۔ تمام انبیاء و تمام رسل مقتدی اور آپ امام ہوگئے۔ پورا عالم بشریت تو معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہیں ہمارے نبی سب کو چھوڑ کر اوپر چلے گئے۔ صرف بشر ہوتے تو اوپر نہ جاسکتے جبکہ حضور ﷺ خلا بھی کراس کرگئے اور عالم نور میں داخل ہوگئے۔

ذات مصطفیٰ ﷺ کی اصل حقیقت:

عالم نور میں داخل ہونے کے لئے کوئی بشر براق پر سواری نہیں کرسکتا، یہ تو عالم انوار کی سواری ہے۔ اگر بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ نہیں لگاسکتے دراصل بجلی کی تار پر ربڑ کا میٹریل چڑھتا ہوتا ہے، تو تار کام آتی ہے اگر اوپر سے کٹ جائے، ہاتھ لگنے سے جان چلی جاتی ہے، تار نور بشر کا امتزاج ہے، اندر نور ہے باہر بشر چڑھا ہوا ہے، تار کی وجہ سے روشنی ملتی ہے، ٹیوبیں جلتی ہیں، بلب جلتے ہیں، اجالا ہوتا ہے اس سے الیکٹرک کا سسٹم چلتا ہے۔

تار کی مثال:

اس دنیا کی مادی روشنی کو پھیلانے کے لئے رب نے ایک تار بنائی۔ تانبے کی تار کو سنبھالنے کے لئے ایک ربڑ چڑھایا۔ نور ایک کرنٹ ہے۔ نادان شخص ہوگا جو سمجھے کہ ٹیوبیں بھی جل رہی ہوں، بلب بھی جل رہے ہوں، کہے کہ یہ سارا کچھ ربڑ ہی ربڑ ہے، جس طرح مادی نور کو سنبھالنے کے لئے رب نے ربڑ کے لبادے چڑھا رکھے ہیں، وہ عالم نور ہے جب نبی کے نور پر آفتاب کا نور بھی ماند پڑھ جائے، یہاں جبریل امین کا نور بھی جواب دے جائے، فرشتوں کا نور بھی جواب دے جائے، رف رف کا نور بھی جواب دے جائے، عالم لامکان کا بقعہ نور بھی جواب دے جائے، جہاں سارے انوار نیچے رہ جائیں اس نبی کے نور نے ہمیں فیض دیا۔

اس نور کی ایک صفاتی تجلی طور پر پڑی مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے تھے۔

معلوم ہوا حضور ﷺ میں بشریت کے ساتھ نورانیت بھی ہے۔ آپ ﷺ مقام دَنَا پر پہنچے وہاں نہ کسی بشر کی مجال ہے اور نہ کسی نور کی مجال تھی۔

ثُمَّ دَنَـا فَتَدَلّٰی دَنَا پر جلوہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ مقام تدلی پر جلوہ خدا ہے، قرب بڑھتا گیا قریب ہوئے دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔

فاصلے کے ذریعے مثال دینے کی حکمت:

فاصلہ ہمارے لئے بتایا کیونکہ ہم فاصلے کے بغیر نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً گھڑی کو آنکھوں کے اوپر رکھ لیں ہونا یہ چاہیے تھا زیادہ نظر آئے کہ آنکھوں کے بالکل قریب ہوگئی ہے جبکہ نظر نہیں آتی، قاعدہ یہ ہے کہ دیکھنے کے لئے کچھ فاصلہ چاہئے۔ ہماری حقیقت یہ ہے۔ فاصلہ ہو تو نظر آتا ہے۔ اللہ جانتا تھا کہ یہ فاصلے والے لوگ ہیں ان کو فاصلے کے بغیر بات ہی سمجھ نہیں آتی۔

باری تعالیٰ کیا حضور کا معراج یہاں ختم ہوا، فرمایا: ختم یہاں نہیں ہوا۔ بس تمہاری سمجھ یہاں ختم ہوگئی، قاب قوسین دو کمانوں کا فاصلہ تمہیں سمجھانے کے لئے بتایا، فاصلہ نہ ہو تو تمہیں سمجھ نہیں آسکی۔ پھر جلوہ مصطفیٰ ﷺ اور جلوہ خدا کے سب فاصلے مٹادیئے گئے۔ کوئی فاصلہ نہ رہا۔ سارے فاصلے شب معراج مٹادیئے گئے۔ ایک فاصلہ رکھ لیا۔ وہ رب رہا۔ یہ اس کا بندہ رہا۔

حد تو قاب قوسین تھی۔او ادنیٰ کہہ کر خود رب نے مٹا دی، ہم لوگ کون ہیں حد بڑھانے والے، حد گھٹانے والے، جو گھٹائے گا اپنا ایمان تباہ کرے گا اور بڑھانے کا تو قصہ ہی کوئی نہیں۔ بس ایک ہی معاملہ ہے۔ خدانہ جانو حضور کو، عبد کو معبود نہ جانو، باقی سب کچھ جانو یہ ایمان ہے، یہ عقیدہ ہے۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم کیا جانئے کیا ہو

اعلیٰ حضرت کہتے ہیں:

اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی کی طرف گئے تھے۔

بس اتنا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ حضور خدا نہیں، خدا مصطفیٰ ﷺ نہیں اس فرق میں فرق ڈالنا بھی کفر ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی.

حضور کی نگاہیں جم گئیں، جب جلوہ کیا۔

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰیo (النجم، ۵۳:۱۰)

پس (اُس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔

رب نے باتیں کیں اپنے محبوب بندے سے جو باتیں کیں، اس نے وحی کی جو وحی کی صرف اتنا بتایا ہے۔ پوچھا محبوب! میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو؟ عرض کیا باری تعالیٰ

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ.

مولا جانی، قولی، مالی، بدنی ساری عبادتوں، نیاز مندیوں کا تحفہ لایا ہوں۔ اللہ پاک نے قبول فرمایا۔ جواب میں تحفہ کیا دیا؟ محبوب تم سلامت رہو۔ جواب میں حضور نے عرض کیا مولا! اکیلا میں نہیں میری امت بھی سلامت رہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

مختلف مقامات کی سیر:

جب جلوہ حق کو تک رہے تھے، کوئی اور شے درمیان میں حائل نہ تھی۔ اللہ نے فرمایا: سلامت رہو عرض کیا کہ مولا! میری امت بھی سلامت رہے۔ یہ آ ﷺ قا کی عظمت تھی اپنی امت کو نہ بھولے جبکہ ہم جیتے جی اپنے آقا کو بھول گئے، وہ وہاں جاکر بھی نہ بھولے۔ کتنی مدتیں گزر گئیں ،کوئی اندازہ نہیں، کتنی دیر تک کلام ہوا، عالم ھاھوت کی کتنی سیر ہوئی، کوئی پتہ نہیں عالم لاھوت کی کتنی سیر ہوئی، کوئی اندازہ نہیں۔ عالم ملکوت کی کتنی سیر ہوئی کوئی اندازہ نہیں، عالم جبروت کی کتنی سیر ہوئی کوئی اندازہ نہیں جنت کی سیر ہوئی، دوزخ کا معائنہ فرمایا۔ دیدار کروایا، سدرۃ المنتہٰی پر فرشتے ملے، بار بار چھٹے آسمان پر پلٹ کر گئے۔

موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور معراج کا تحفہ:

موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوتی رہی۔ رب نے پچاس نمازیں دے دیں وہ چاہتا تو شروع سے ہی پانچ دے دیتا، لوگوں کی منفی سوچ نے فتنہ پیدا کردیا، کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو بالآخر پانچ نمازیں لے جانی ہیں تو شروع سے ہی پانچ لاتے۔ اللہ کو معلوم تھا کہ بالآخر پانچ ہی دینی ہے پچاس دے بھیجیں، اس کے اندر ایک راز محبت ہے۔ ان جھگڑوں میں وہی پڑتے ہیں جنہوں نے مَے نہیں چکھی، جن کو معلوم نہیں رموز سر، جنہیں دل ہی نصیب نہیں، انہیں دل کا حال کیا نصیب ہوگا۔ جنہوں نے میخانے کا منہ نہیں دیکھا، انہیں ان لذتوں اور سرشاریوں سے کیا غرض وہ تو جھگڑا ہی کریں گے اور جو پی لیتے ہیں وہ کہتے ہیں:

چپ کر مہر علی ایتھے تھاں نہیں بولن دی

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ:

سورہ یوسف میں واقعہ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی بڑی مدت کے بعد مصر میں غلہ لینے کے لئے آئے۔ ان کے حقیقی بھائی بنیامین تھے، بھائی نہیں پہچان سکے۔ ان کا

دل چاہا کہ میں بنیامین کو اپنے پاس روک لوں، وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ ظاہر ہو، اشتیاق اور محبت کا یہ عالم ہے کہ میں یوسف ہوں یہ راز بھی کھل جائے، رکھنا بھی چاہتے ہیں۔ کارندوں کو کہا کہ میرے بھائی بنیامین کے سامان میں کچھ چیزیں ڈال دیں، سامان بند ہوگیا جب چلنے لگے لوگوں نے آ کر کہا کہ ہمارا کچھ سامان غیب ہے، یوسف علیہ السلام نے کہا ان کی تلاشی لو، جس سے ہماری چیزیں ملیں گی اس کو ہم روک لیں گے، باقیوں کو جانے دیں گے، بنیامین کا سامان کھلا تو چیزیں مل گئیں۔ انہوں نے کہا تم جاؤ اپنے والد کو جا کر بتائیں بھائی بنیامین کے سامان سے چیزیں نکلی تھیں اس لیے روک لیا ہے۔ قرآن مجید نے یوسف علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو بار بار واپس بھیجنے کی حکمت:

خدا نے اپنے محبوب کے سامان میں پچاس نمازیں ڈال دیں موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر کھڑا کردیا۔ حکم دیا! موسیٰ علیہ السلام جب میرا محبوب آئے تو پوچھنا: کتنی نمازیں لائے ہو۔ جب محبوب کو کہو گے کہ پچاس نمازیں امت نہیں پڑے گی، فوری تشویش میں بخشوانے واپس آئیں گے۔ میں بھی پھر پانچ بخشوں گا، اکٹھی نہیں۔ پانچ بخش کے سامان میں رکھوں گا اور بھیج دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام پوچھیں گے محبوب کتنی نمازیں ہیں فرمائیں گے 45۔ وہ کہیں گے حضور زیادہ ہیں کچھ اور بخشوائیں پھر آئیں گے۔ میں پھر پانچ بخشوں گا، تو بار پلٹ کے بھیجتے رہنا۔ ادھر آئے گا میں تکتا رہوں گا تیرے پاس آئیں گے تو تکتے رہنا۔ سارے کام ہوجائیں گے۔ پلٹ پلٹ کر جب محبوب آئے گا مجھے تکتا رہے گا اس کا بھی کام ہوتا رہے گا۔ میں اس کا جلوہ کروں گا، میری خوشی بھی ہوگی۔ بات چیت بھی ہوگی پلٹ کر تیرے پاس جائے گا۔ ہر بار تو بھی تکتے رہنا یہ محبوب کی بھی معراج ہے، موسیٰ تیری بھی معراج ہے اور امت کی بھی معراج ہے۔

عالم ہاھوت کا سفر کھربوں سالوں کا ہے:

اور یہ سارے سفر طے کرکے عالم ملکوت جبروت عالم لاہوت عالم ناسوت عالم ھاھوت ساری بڑی سیریں خدا جانے کتنے کروڑوں سال وہاں بیت گئے ہوں گے، تارے جو جھل مل کرتے رات کو ہمیں دکھائی دیتے ہیں، وہ روشنی آج رات کی نہیں ہوتی، کروڑوں سال پہلے کی چلی ہوئی ہوتی ہے، جو کچھ ہم آج دیکھ رہے ہیں صدیوں، ہزاروں، لاکھوں سال، اربوں سال پرانا منظر ہے، خلا میں ان کی روشنی کروڑوں سال بعد پہنچ رہی ہے۔ آقا علیہ السلام کروڑوں مسافتیں نیچے چھوڑ کر پہلے آسمان پر تشریف لے گئے، کیا حضور کا سفر کروڑوں اربوں سالوں کا ہوگا، پھر یہ ساری مدتیں، سارا سفر طے کرکے واپس آ گئے۔ یہ سارا کچھ رات کے چند لمحوں میں ہوا، وقت تھما رہا، ساری مدتیں اور سارے سال رات کی چند گھڑیوں میں بیت گئے۔ فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰىo (النجم،۱:۵۳)

قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اترےo

تاروں کی روشنی جو چار ہاتھ کے فاصلے پر ہے وہ کروڑوں سال بعد پہنچتی ہے۔ جب نبی ﷺ کھربوں سالوں کی مسافتیں طے کرکے واپس آئے تو ایسے لگا جیسے پانی بھی ابھی چل رہا ہے، کنڈی ہل رہی ہے، بستر بھی ابھی گرم تھا، سارا کچھ ابھی ویسے ہے لیکن آپ نے زمانے بھی گزار دیئے، سیریں بھی کرلیں مگر وقت کچھ بھی نہیں بیتا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا . (بنی اسرائیل،۱:۱۷)

پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اے محبوب! تجھے سیریں کروائی۔

واقعہ معراج کا پیغام:

پیغام واقعہ معراج کا یہ ہے جب حضور واپس آنے لگے تو اللہ نے نمازوں کا تحفہ دیا، ہر فرض زمین پر ملا مگر نماز اوادنیٰ سے ملی۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز مومن کی نماز ہے، جو نماز پڑھتا اسے قاب قوسین کی لذتیں نصیب ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

تربیتِ اولاد ایک اہم چیلنج اور حائل رکاوٹیں

سوشل میڈیا کا بے جا استعمال بچوں کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کر رہا ہے

محبت میں افراط و تفریط بچوں کی درست تربیت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے

والدین کے مابین جھگڑے بچے میں اخلاقی بگاڑ پیدا کرنے کا بڑا سبب ہیں

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا

جب کسی باغبان کے گلشن میں کوئی نئی کونپل پھوٹتی ہے تو اس کے ساتھ اس کی امیدوں کا چمن بھی کِھل اُٹھتا ہے۔ اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ آنے والے وقت میں یہ کونپل ایک شجرِ تناور بنے۔ چنانچہ وہ اس کی آبیاری کرتا ہے، اسے ناموافق موسموں سے بچاتا ہے، اس کی کانٹ چھانٹ کرتا ہے، حتی کہ وہ پودا برگ و بار لاتا ہے، پھل پھول دیتا ہے، پھر کئی بہاریں گزارنے کے بعد وہ ایک شجرِ سایہ دار بنتا ہے، بیٹھنے والے پھر اس کی چھاؤں میں بیٹھتے ہیں اور اس کے پھل سے لطف اٹھاتے ہیں۔ یہ ایک فطری سائیکل ہے جو کسی بھی چیز کی تخلیق میں کارفرما ہوتا ہے۔

یہی معاملہ انسان کی اولاد کے ساتھ بھی ہے۔ بچے کا مل جانا ایک نعمتِ خداوندی ہے، لیکن اس نعمت کے مل جانے کے بعد ایک باغبان کا کردار ادا کرنا والدین کی ذمہ داری بن جاتا ہے۔ اگر تو وہ اس ذمہ داری کو خاطر خواہ انداز میں پورا کریں گے تو اس نعمت کا پھل خود کھائیں گے اور دوسروں کو بھی تقسیم کریں گے، اور اگر کوتاہی کریں گے تو اس نعمت سے ثمر یاب ہونے سے محروم ہو جائیں گے۔

والدین کی کوتاہی کیا ہوتی ہے؟ کبھی تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کی پرورش میں لاپرواہی کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بچے ابتداہی سے کمزور، کم ہمت، پژمردہ، بلکہ گلِ مردہ بن جاتے ہیں۔ تربیت اولاد میں جو رکاوٹیں سب سے زیادہ حائل ہوتی ہیں ان، میں سے درج ذیل یہ ہیں:

محبت میں افراط و تفریط:

محبت میں افراط و تفریط بچوں کی مناسب تربیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ تربیت کی راہ میں محبت کی روش اس وقت مفید و موثر ہو سکتی ہے جب حد اعتدال سے خارج نہ ہو اور افراط و تفریط تک نہ پہنچے جبکہ عدم توجہ اور محبت کی کمی، بچوں کو غلط راہ پر ڈال دیتی ہے۔ ایسی محبت جو بچوں کے رشد و ارتقاء کا سبب بن سکتی ہے وہ وہ محبت ہے جس میں اعتدال و واقعیت ہو، جو تکلف و تصنع سے عاری اور ان کی عمروں، حالتوں سے مناسبت رکھتی ہو۔

بچوں کی ذہنی و روحی تربیت میں محبت کا کردار غذا کی طرح ہے جس طرح سے غذا کی کمی و زیادتی اس کے جسم کے اوپر مثبت و منفی اثر ڈال سکتی ہے اس طرح سے محبت و توجہ کی کمی و زیادتی اس کے دل و دماغ پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔

رویے کی سختی:

بچوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ یا انتہائی سخت لب و لہجہ ان کی تربیت میں بہت بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے اور بہت منفی اثر ڈالتا ہے۔ جس طرح سے گزشتہ زمانوں میں بچوں

تعلیم کے بغیر دنیا میں بہت سی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تعلیم ہی ہے جو انسان کو نکھارتی اور سنوارتی ہے

اور نوجوانوں کی تربیت کے بہت سے غلط اصول وضوابط مثلا ان سے تحقیر آمیز سلوک کرنا، انہیں سخت کاموں کے لیے ہدایت دینا، برا بھلا کہنا، گالی دینا، خلاصہء کلام یہ کہ ان کی شخصیت کو درک نہ کرنا، وغیرہ پر عمل کیا جاتا تھا جس کا نتیجہ تند خوئی و اضطراب، بدبینی، کینہ توزی اور برائیوں کے ارتکاب کی شکل میں سامنے آتا کرتا تھا۔ عصر حاضر میں علوم کی ترقی اور علم النفس وغیرہ کی تحقیقات کے منظر عام پر آنے سے، جس کے تحت بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی روش میں یہ سعی کی جاتی ہے کہ ان سے محبت آمیز سلوک ہوتا کہ ان سے گزشتہ زمانوں والی برائیوں کا ارتکاب سامنے نا آئیں۔ مگر والدین کے افراط اور بیجا لاڈ پیار سے اس طرح کی دوسری نازیبا باتیں بچوں میں جنم لینے لگتی ہیں جو ان کی غلط تربیتی روش کا نتیجہ ہیں اور جس کے نتیجہ میں پر توقع، خود سے راضی، کمزور، جلدی ناراض ہو جانے والے بچے وجود میں آتے ہیں جو زندگی میں پیش آنے والی ہلکی سی سختی اور تنگی میں مایوسی، کینہ توزی، ذہنی و روانی امراض، ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں اور تعلیمی و تربیتی و معاشرتی زندگی میں شکست سے دوچار ہو جاتے ہیں۔

لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو دل کی گہرائیوں سے چاہیں مگر کھلی آنکھوں کے ساتھ ان کی برائیوں پر بھی نظر رکھیں اور نہایت ہوشیاری سے ان کی اصلاح کریں۔ محبت وعشق فطری ہے مگر اس کے مقابلہ میں ہمارا ردعمل اور ہوشیاری دکھنا بھی ضروری ہے۔ بچوں کی جائز و ناجائز باتوں پر بغیر قید وشرط کے ہاں کہنا صحیح نہیں ہے، ڈانٹ پھٹکار کے بجائے پیار کرنے سے نہ صرف یہ کہ نتیجہ ٹھیک نہیں نکلے گا بلکہ ان کی شخصیت پر ایسا منفی اثر ڈالے گا کہ جس کا ازالہ ممکن نہیں ہوگا۔

محبت میں برابری و مساوات:

گھر میں جتنے بچے موجود ہوں ، ان سب کے ساتھ محبت ، شفقت ، گفٹ یا دیگر چیزیں دینے میں اگر برابری اور مساوات قائم نہ کی جائے تو یہ بچوں کی تربیت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب سے محو گفتگو تھے کہ ایک بچہ بزم میں وارد ہوا اور اپنے باپ کی طرف بڑھا، جو ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، باپ نے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے داہنے زانو پر بیٹھا لیا، تھوڑی دیر کے بعد اس کی بیٹی وارد ہوئی اور باپ کے قریب گئی، باپ نے اس کے سر پر بھی دست شفقت پھیرا اور اپنے قریب بیٹھا لیا، آنحضرت (ص) نے جب اس کے دوسرے سلوک کو ملاحظہ کیا تو فرمایا :اسے تم نے اپنے دوسرے زانو پر کیوں نہیں بیٹھایا؟ تو اس شخص نے بچی کو اپنے دوسرے زانو پر بیٹھا لیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا:

اعدلوا بین ابناء کم کما تحبون ان یعدلوا بینکم فی البر و الطف.

اپنے بچوں کے درمیان عدالت سے پیش آو، جس طرح سے تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ نیکی اور محبت میں مساوات کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ لہذا بچوں کے درمیان عدالت و مساوات کے ساتھ پیش آنا، تربیت کے اہم نکات میں سے ایک ہے، جس کی رعایت نہ کرنے سے برے آثار و نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

تربیت کی بجائے صرف تعلیم پر زور:

صرف تعلیم پر زور دینا اور تربیت کو نظر انداز کر دینا بچوں کی بہترین اور مثالی کردار سازی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بچوں کی زندگیاں والدین کے گرد گھومتی ہیں، بچہ ہر معاملے میں ان کا محتاج نظر آتا ہے۔ اپنی زندگی کا ہر مشورہ اور فیصلہ اپنے ماں باپ کی مرضی سے کرتے ہیں۔ اس بات

میں کوئی شک نہیں ہے کہ تعلیم کے بغیر دنیا میں بہت سی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تعلیم ہی ہے جو انسان کو نکھارتی اور سنوارتی ہے۔ جونہی بچہ پیروں پر کھڑا ہوتا ہے ماں باپ اسے تعلیم دینے میں مصروف کر دیتے ہیں جیسے بچہ سمجھ دار ہونے لگتا ہے ماں باپ اس پر زور دینا شروع کر دیتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ بن کر ان کا نام روشن کرے۔ سوال یہ ہے کہ ماں باپ کا اصل مقصد بچوں کو دنیاوی تعلیم دینا ہوتا ہے؟ کیا تعلیم اور تربیت کے موازنے میں تعلیم کو برتری حاصل ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کی تربیت نہیں کر رہے بلکہ صرف تعلیم حاصل کرنے پر ہی زور دے رہے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے ہاں محض تعلیم ہے مگر تربیت کا فقدان نظر آتا ہے اسی لیے یہاں تعلیمی نظام کے بہتر نتائج سامنے نہیں آپاتے۔ اگر تربیت بچپن سے ہی کی جائے تو اور زیادہ بہتر ہے تربیت کے لیے ضروری نہیں کہ وہ درسگاہ میں ہی کی جائے بلکہ وہ تربیت جو گھر پر کی جاتی ہے، عام طور پر زیادہ موثر و مضبوط ہوتی ہے پھر گھر پر تربیت کرنا زیادہ آسان بھی ہوتا ہے۔

قول وفعل کا تضاد:

والدین کی اپنی زندگی میں قول وفعل کا تضاد بچوں کی تربیت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ والدین سب سے پہلے خود نیک ہوں اور جس چیز کی تربیت اولاد کو دیں پہلے اس پر خود عمل پیرا ہوں، بچے بہت سی باتیں اپنے والدین کی نقل وحرکت اور ان کے کاموں کو دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچے بات کرنے کا انداز چھوٹے بڑے کا ادب، رہن سہن کے آداب وغیرہ اپنے والدین سے ہی سیکھتے ہیں۔ اگر بچپن میں والدین اپنے بچوں کو بہتر طریقے بتاتے ہیں تو وہ بہت حد تک اپنے والدین کی باتوں اور ان کے ماحول کو اختیار کر لیتے ہیں۔ تشویش ناک بات یہ ہے کہ آج کل مسلم معاشرہ کے بہت سے گھرانوں کا ماحول اس قدر آزاد ہوگیا ہے کہ اولاد پر اس کا

گھر میں جتنے بچے موجود ہوں، ان سب کے ساتھ محبت، شفقت، گفٹ یا دیگر چیزیں دینے میں اگر برابری اور مساوات قائم نہ کی جائے تو یہ بچوں کی تربیت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے

اچھا اثر مرتب ہوتا نظر نہیں آتا۔ والدین رات کو دیر تک جاگتے اور دن چڑھے تک سوتے رہتے ہیں۔ بچوں بھی اسی روایت کے امین بن گئے۔ دن بھر گھروں میں ٹی وی چلتا رہتا ہے، جسے والدین اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ چھوٹے بچوں کو بھی ٹی وی کی عادت پڑجاتی ہے۔ ایک تو اس سے ضیاع وقت ہوتا ہے دوسرے بہت سی منفی باتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

سوشل میڈیا کے منفی اثرات اور بے جا استعمال:

سوشل میڈیا کے بے جا استعمال سے پیدا ہونے والے منفی اثرات ہمارے بچوں کی شخصیت سازی اور تربیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بن گئے ہیں۔ یہ دور میڈیا کا ہے اور میڈیا کی اقسام میں سوشل میڈیا کا کردار بہت نمایاں ہوگیا ہے اس وجہ سے بچے، جوان، بوڑھے یعنی عورت ومرد میں سے سارے قسم کے لوگ اس سے جڑ گئے ہیں اور چوبیس گھنٹوں کا اسے اپنا ساتھی بنالیا گیا ہے۔ آج فتنے کا دور دورہ ہے، قسم کی قسم کی آزمائشیں اورطرح طرح کے فتنہ وفساد جنم لے رہے ہیں سوشل میڈیا کی آمد نے ان فتنوں کو مزید بڑھاوا دے دیا ہے۔ ہم مسلمانوں کے لئے سوشل میڈیا کے اس پرفتن دور میں بچوں کی تربیت پہ ایک سوالیہ نشان لگا ہوا ہے۔ بہت ہی کٹھن اور سنگین سوال ہے۔ بچوں کی فطرت میں ضد ہے اگر ہماری غفلت سے اسے سوشل میڈیا کے استعمال کی ضد ہوگئی تو والدین کیا پوری دنیا کی طاقت اسے اس ضد سے دور نہیں کرسکتی پھر اس کی جوانی، بڑھاپا اور پوری زندگی برباد ہوجائے گی۔ اس دور کا المیہ یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر ہی کھیلنے کے لئے نٹ موبائل ہاتھ میں تھمادیا جاتا ہے، یہ بچے جوں جوں

موبائل سے مانوس ہوتے ہیں اس سے ان کی دلچسپی گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے ۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ تنہائی کا خوگر ہوجاتا ہے ۔ اسے پڑھائی میں دل نہیں لگتا، دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنا اور ان کے یہاں جانا پسند نہیں آتا وہ تنہائی چاہتا ہے ۔ نٹ والا موبائل اس کے ذہن کو اپنی مرضی کا سکون دیتا ہے ۔ وہ جس قدر اس کا عاشق بنتا جائے گا اسی قدر اس کے اندر اخلاقی پستی، دیوانگی، تشدد، چڑچڑاپن، اکیلاپن، ناچ گانا، فحش کام ، بے ہودہ گوئی ، قبیح حرکت اور لایعنی اقوال وافعال کا رسیا ہوتا چلا جائے گا۔اگر ہم اپنے بچوں کا بچپن بچانا چاہتے ہیں اور اسے تاریک زندگی کی بجائے روشن مستقبل دینا چاہتے ہیں تو ابھی اسے موبائل سے دور رکھنا ہوگا۔

دینی تعلیم وتربیت کا فقدان:

سائنس اور دنیاوی تعلیم کی دوڑ میں دینی تعلیم و تربیت کو نظر انداز کر دینا ہماری اولادوں کی تربیت میں منفی اثر پیدا کر رہا ہے۔ سب سے اہم تربیت روحانی ہے ۔ یہی تو ہماری اسلامی شناخت ہے ۔ نبی ﷺ نے بچپن سے بچوں کو تعلیم دی ، اخلاق سکھائے، آداب سے آگاہ کئے ، اٹھنے بیٹھنے ، کھانے پینے اورسونے جاگنے کے اصول بتائے ۔ ہم میں سے اکثر یہ خیال کرتے ہیں کہ ابھی تو بچہ ہے جب بڑا ہوجائے گا تو خود ہی سمجھ جائے گا۔نہیں ،ہمیں اپنے بچوں کی ابھی سے ہی تربیت کرنی ہے ۔ روحانی تربیت میں پہلی چیز توحید وعقائد سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے برخلاف الحادی کام ، شرکیہ اعمال ، بدعیہ افعال اورکفر وضلالت سے تنفر دلانا ہے ۔ روحانی تربیت میں دینی اور اسلامی تعلیم کے ساتھ عملی تطبیق بھی چاہئے ، خالی باتوں سے فائدہ نہیں ہوگا اس لئے میں نے کہا کہ بچے اس کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں جو کرتے ہوئے کسی کو دیکھتے ہیں۔ آپ کو موبائل استعمال کرتے ہوئے دیکھے گا تو موبائل استعمال کرے گااورقرآن پڑھتے ہوئے دیکھے تو قرآن پڑھے گا۔عملی تطبیق کے لئے اپنے ساتھ نماز پڑھنے مسجد لے جائیں اور نماز میں اپنی صف میں بغل میں کھڑا کریں ، اسے وضو کرکے دکھائیں ،غسل کرکے دکھائیں اور صفائی کے دوسرے طریقوں پر مطلع کریں ۔ رمضان میں روزہ رکھنے کی طاقت ہوتو روزہ رکھوائیں وغیرہ ۔ اخلاق کریمہ سے واقف کرائیں مثلا سلام کرنا، چھینک پہ الحمد للہ کہنا، بڑوں کی تعظیم کرنا، والدین اور استاد کی خدمت کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، سوتے جاگتے اور پیشاب وپاخانہ جاتے آتے ذکر کرنا۔ اسی طرح برے اخلاق سے باخبر کرکے اس سے روکیں مثلا دوسرے بچوں کو مارنا، بڑوں کے ساتھ بے ادبی کرنا، والدین کو گالی دینا، چوری کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا وغیرہ ہے تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ سوشل میڈیا کے استعمال سے بچوں کو جس قدر ہوسکے دور رکھیں۔

آزادی اظہارکو دبا دینا:

بچوں کی آزادی اظہار کو دبا دینا بچوں کی تربیت میں ایک رکاوٹ ہے جس سے بچوں کے ذہن پر بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ گھر میں ایسا ماحول ہونا چاہیے کہ بچے والدین سے آزادانہ تبادلہ خیال کرسکیں۔ بالخصوص اگروہ گھرسے باہر کی بات کریں تو انہیں نظرانداز نہ کریں ۔توجہ سے ان کی سنیں ، اگرکوئی تنگ کررہا ہے تواسباب جاننے کی کوشش کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے اور جرائم پیشہ افراد بچوں کو اپنا آلہ کار بنانے کی کوشش کریں ،کوئی فرد حسد اور رقابت کی وجہ سے بچوں کی تعلیم وتربیت پر منفی طور پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرے،کوئی اسے بلیک میل کرکے اس کی شخصیت کو تباہ کردے اور اسے اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرے ،بچہ کسی شخص کے خوف کی بناء پر کچھ ایسا کام کرلے جس کی تلافی ناممکن ہو۔اس پر ڈرخوف نہ ہوکہ اگر میں گھر میں ذکرکروں گا تو گھر والے سزادیں گے بلکہ وہ آزادی سے اپنے معاملات والدین کو بتاسکے۔ورنہ ان حالات سے دوچار ہونے کے بعد بچہ کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی نمو کا عمل سست ہوجاتا ہے۔اوروہ دل میں یہ حسرت لئے پھرتا ہے کہ دل میں سینکڑوں باتیں ہیں لیکن کوئی میری سننے والا ہی

نہیں۔ آزادانہ فیصلے کرنے دیں: آزادی ایک نفسیاتی تقاضہ ہے۔ انسان بچپن ہی سے آزادی کا خواہاں ہوتا ہے اور اپنے کاموں میں بڑوں کی مداخلت ناپسند کرتا ہے ۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ گھر کے افراد اس کی انفرادیت، شخصیت اور آزادی کو تسلیم کریں ۔ والدین بچوں پر ہر وقت احکام نافذ نہ کریں۔ ان کے سامنے متبادل (Alternate Options) رکھیں۔ جن امور میں بچے کی شخصیت کو نقصان پہنچنے کا امکان نہ ہو ان امور کو بچے کی مرضی پر چھوڑ دیں تا کہ انہیں بہتر چیز کا انتخاب کرنا آئے۔ اس عمل سے بچے کی ذہنی نشوونما میں اضافہ ہوگا۔ بچوں

اپنے والدین سے ہی سیکھتے ہیں ۔ اگر بچپن میں والدین اپنے بچوں کو بہتر طریقے بتاتے ہیں تو وہ بہت حد تک اپنے والدین کی باتوں اور ان کے ماحول کو اختیار کر لیتے ہیں

سے دریافت کریں کہ کن وجوہات کی بناء پر اس نے ردکیا یا ترجیح دی ۔ بچوں سے خود مشورہ بھی لیں ان کی رائے کو اہمیت دیں ۔ ایسا کرنے سے ان کے قوت استدلا ل اورزور بیان میں اضافہ ہوگا۔ان میں اعتماد کے ساتھ بروقت فیصلہ سازی کی صلاحیت پیدا ہوگی اور وہ آپ کی غیر موجودگی میں بھی بروقت فیصلہ کرنے کے قابل ہوگا۔ بروقت اورصحیح فیصلہ کرنا کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

بچوں کے ذہن پر خوف کا مسلط ہونا:

خوف کے فوائد بھی ہوتے ہیں اور نقصانات۔ اگر بچوں کے ذہن پر ہر وقت بے جا خوف مسلط کر دیا جائے تو بچوں کی تربیت میں رکاوٹ بنتا ہے۔ خوف تو یہ ایک فطری جذبہ ہے۔انسانی زندگی میں تین بنیادی خوف پائے جاتے ہیں۔ اچانک زوردار دھماکہ ہونا، بلندی سے گرنا اورسہارا کا چھوٹ جانا۔ بنیادی طور پر ان تینوں قسموں میں عدم تحفظ کا احساس پایاجاتاہے۔اس کے علاوہ جتنے خوف ہیں وہ بچہ دوسروں کی باتوں ،عملی تجربات اور کہانیوں اور افسانوں سے سیکھتا ہے۔خوف اللہ رب العزت نے بڑے خطرات سے بچنے کے لئے پیدا کیا۔ مثلاً اگر بچہ بلاخوف وخطربے احتیاطی سے پرہجوم شاہراہ عبور کرے گا وہ کسی بڑے حادثہ کا شکار ہوسکتا ہے۔حادثہ کا خوف بچے کوایسا کرنے سے روکے گا۔لیکن بے جا ڈر اور خوف کا تدارک ہونا چاہئے اورکسی حد تک اسے بچے کی زندگی سے نکال دینا چاہئے۔ بالخصوص بچپن کے ڈر اورخوف کے نقوش تاحیات انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اوراس کی شخصیت کی تعمیر رک جاتی ہے۔

بچہ کی عزت نفس کا خیال نہ رکھنا:

بچوں کی عزت نفس کو مجروح کرنا ان کی تربیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بچہ کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہئے۔بعض اوقات وہ احساس جرم کا شکار ہوکر خود اعتمادی کھوبیٹھتا ہے جو بہت ہی نقصان دہ صورت ہے۔ احساس جرم ہوگا نہ تذلیل کیجئے قلب خود اعتماد نہ تبدیل کیجئے۔ بچے کوواضح طور پر معلوم ہو کہ کس غلط کام کی اسے سزا ملی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ سزا کے بعد یا اس سے قبل بچے کو سمجھایابھی جائے کہ سزا کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ رویوں میں بہتری کے لئے ہے۔کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جس معاملہ کے اسباب و پس منظر اس کے ذہن میں نہ ہو وہ اس پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ایسا کرنا بغاوت یا سرکشی نہیں بلکہ یہ فطری امر ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان مکالمہ سے ثابت ہوتا ہے۔

قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا.

اس بندے نے کہا(اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبرکرنے کی طاقت نہیں رکھتے اورآپ صبرکربھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبرنہیں "۔ یہاں اسی اہم فطری اورنفسیاتی تقاضہ کی طرف اشارہ کیا گیاہے۔

☆☆☆☆☆

سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا

عظیم بیٹی فصاحت و بلاغت، حلاوتِ بیان اور ترتیب و تنظیمِ سخن کا حسین مرقع تھیں

اللہ کے نبی ﷺ نے خواتین کے حقوق و فرائض اور عزت و تکریم کی عظیم روایات قائم کیں

شریک حیات سے مشاورت سنت نبوی ﷺ ہے

ڈاکٹر فرخ سہیل

معاشرے میں عورتوں کی حیثیت کے بارے میں ایک عرصے سے گفتگو جاری ہے اور اکثر و بیشتر کشمکش اور متضاد نظریات کی بنا پر عورتوں کی معاشرتی حیثیت پر ہونے والی مباحث منفی رنگ اختیار کرلیتی ہیں۔ لیکن اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت کو اس کے نام پر حقوق ادا کرنے کا علم بلند کیا کیونکہ ماضی بعید میں بہت سے ایسے معاشرے بھی گذرے ہیں جن میں عورتوں کو انسانی معاشرے سے بالکل الگ شمار کیا جاتا تھا۔

اگر ہم ماضی کے مختلف ادوار کا جائزہ لیں تو یونانیوں میں عورت کا وجود شیطانی سمجھا جاتا تھا۔ رومی قوم بھی عورتوں کو روح انسانی سے عاری گردانتی تھی جیسا کہ

اسی طرح ساسانی دورِ حکومت میں مالکی قوانین میں عورت کی کوئی قانونی حیثیت نہ تھی۔ لہذا ان کا شمار انسانوں کی بجائے اشیائے خرید و فروخت میں ہوتا تھا۔

یہودی قوم میں بھی عورت کی گواہی اور قسم کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں باپ کے لیے لڑکی کی پیدائش کو باعث ذلت سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام کی آمد کے بعد عورتوں کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا۔ اس کی مثال کسی مذہب میں بھی نہیں ملتی۔ اسلام نے انسانیت کو درس دیا کہ عورت مختلف صفات کی مالک ہے جیسا کہ ایک مرد اور ایک انسان مختلف صفات کا مالک ہوتا ہے عورت بھی مردوں کی طرح ایک گوشت پوست کا انسان ہے جو ہر خوشی اور غم محسوس کرسکتی ہے وہ ایک متحرک وجود ہے۔

ہمارے ہادی و رہبر آقائے دوجہاں نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا وہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے پہلی وحی کا تذکرہ سب سے پہلے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا اور انہوں نے آپ کو تشفی دی۔ لہذا اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی مرحلے میں اپنی شریک حیات سے مشاورت کرنا کس قدر اہم ہے کیونکہ وہ شریکِ حیات سے بہتر شوہر کی شخصیت اس کے عادات و اطوار کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (ماسوائے والدہ کے بشرطیکہ وہ حیات ہو) اسی طرح آپ کی حیات مبارکہ میں بیٹی کے مقام کی مثال آپ کی دختر جناب فاطمۃ الزہرا ہیں جن کی آمد پر نبیوں کے سردار رحمۃ للعالمین کھڑے ہوکر استقبال کرتے تھے اور یہ رسول جو کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے عالمین کے لیے رحمت قرار دیا وہ خود بیٹی کے وجود کو والدین کے لیے رحمت قرار دے رہے ہیں۔

حضرت فاطمہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کی نورِ نظر اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی رفیقہ حیات اور ام الحسنین شریفین تھی آپ کے مشہور القاب زہرا وسیدۃ النساء تھے۔ آپ کی ولادت نبی محترم کی معراج کے بعد ۲۰ جمادی الثانی یوم جمعہ کو مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ جناب سیدہ میں بچپن کے وہ آثار ہی نہ تھے جو عام لڑکیوں میں ہوا کرتے

ہیں۔ روایات میں ہے کہ حضرت رسول اکرم جناب سیدہ کو اکثر اپنی آغوش میں بٹھا لیا کرتے تھے اور ان کے بوسے لیتے اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دیتے تھے۔ رسول اکرم کو اپنی اس دختر سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میری دختر فاطمہ اولین و آخرین تمام عالمین کی عورتوں کی سیدہ و سالار ہیں۔ وہ میرے جسم کا حصہ ہیں۔ وہ میری آنکھوں کا نور ہیں جس نے اسے رنجیدہ کیا گویا اس نے مجھے رنج پہنچایا۔

یہ نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن مبارک کا فیض تھا کہ جس سے جناب فاطمہ ؑ فصاحت و بلاغت، حلاوتِ بیان، دل نشین منطق، استدلالی قوت، متانتِ دلیل اور ترتیب و تنظیم سخن کا حسین مرقع تھیں جناب سیدہ طاہرہ روشن دلائل اور قاطع براہین و استدلال تھیں۔ رسول خدا کی رحلت کے بعد پہلی مرتبہ جب مسجد نبوی میں تشریف لائیں تو ایک عہد ساز خطبہ ارشاد فرمایا۔ روایت کے مطابق یہ خطاب ایسا تھا کہ مسجد میں موجود حاضرین کی آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوگیا۔ اس خطبے کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

''اے بندگانِ خدا! تم اس کے حکم کا مرکز ہو اس کے دین و وحی کے حامل ہو اپنے نفس پر اللہ کے امین اور امتوں تک ان کے پیغام رساں ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ تمہارا ان پر کوئی حق ہے حالانکہ تم میں ان کا عہد موجود ہے جسے اس نے بھیجا ہے اور جسے اسنے اپنی خلافت دی ہے وہ خدا کی کتاب، ناطقِ قرآن، نورِ ساطع اور روشن ضیا ہے جس کی بصیرتیں نمایاں اور اسرار واضح ہیں۔ اس کے ظواہر منور اور اس کی اتباع قابل رشک ہے۔ وہ رضوان الٰہی کا قائد ہے اور اس کی سماعت ذریعہ نجات ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ کی روشن حجتیں واضح ہوتی ہیں، اس کے روشن فرائض، مخفی محرمات، ظاہر و باہر بینات، براہین کافیہ، فضائل مندوبہ، لازمی تعلیمات اور قابلِ رخصت احکام کا اندازہ ہوتاہے تاکہ تم لوگ کتاب کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی روشن اور روشن گر دلائل پاسکو اور اس کی تفسیر و بیان اور مقررات و واجبات کو سیکھ سکو اور اس نے اپنی کتاب میں مواعد رشد و کمال کی نشاندہی کی ہے کہ ان کے ارتکاب سے ہوش وار کیا ہے تاکہ اس کے فرامین پر عمل کرکے اپنے آپ کو ساحلِ نجات پر لنگر انداز کیجئے۔''

جناب فاطمہ زہرا ؑ نے اس مقام پر پیغمبر اسلام ﷺ خاتم النبیین کی دو عظیم یادگاروں میں سے ایک کا ذکر یوں فرمایا کہ

كتاب الله الناطق. اللہ کی کتاب ایک ناطق کتاب ہے۔

النور الساطع. یہ نورِ فروزاں ہے۔

والضياء اللامع. ایسا نور ہے جو افشاں ہے۔

بينة بصائره. اس کے دلائل و براہین واضح ہیں۔

منكشفة سرائسره. اس کے اسرار آشکار ونمایاں ہیں۔

متجلية ظواهره. اس کے ظواہر کامل طور پر آشکار وجلوہ گر ہیں۔

مغتبطة به اشياعه. اس کے راستے کے راہرو کو لوگ رشک وحسرت سے دیکھتے ہیں۔

قائد الى الرضوان اتباعه. اس کی اتباع اللہ کی خوشنودی کی طرف راہبری کرتی ہے۔

مود الى النجاة استماعه. اس کو دل کی گہرائی سے سننا نجات کی ضمانت ہے۔

به تنال حجج الله المنورة. اس کے دلائل و حجت سے انسان اعتماد حاصل کرتا ہے۔

وعزائمه المفسرة. اس کی برکت سے واجبات معلوم ہوئے ہیں۔

ومحارمه المعذرة. اس کے وسیلے سے محرمات خدا کو جانا۔

وبيناته الجالية. اس کے روشن دلائل کو تشریح و تاویل کی ضرورت نہیں۔

وبراهين الكافية. اسکے متشابہات صرف انہیں معلوم ہیں جو راسخون فی العلم ہیں۔

وفضائله المندوبة. اس کے اخلاق وفضائل اللہ نے بیان فرمائے اور بندوں کو انہیں اپنانے کا حکم دیا۔

ورخصه الموهوبة. احکام قرآنی کچھ اختیاری ہیں کچھ واجبی۔

واشرائعه المكتوبة. اس کے قوانین واحکام

اللہ نے بندوں پر مقرر فرمائے۔

اس ملکوتی خطبے میں بی بی سیدۃ النساء العالمین نے فلسفہ اسلام پر بھی بے حد خوبصورت الفاظ میں گفتگو فرمائی۔ جس کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

والصلوۃ تنزیھا لکم عن الکبر. کہ نماز کو اللہ نے غرور وتکبر کا علاج ٹھہرایا۔

والزکواۃ تزکیۃ للنفس ونماء فی الرزق.

کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کو جان کی پاکیزگی اور تزکیہ کے لیے مقرر فرمایا۔

والصیام تثبیتا للاخلاص. روزے کو خلوص کے استحکام کا وسیلہ بنایا۔

والحج تشییدا للدین. اور حج کو دین مستقیم کے استحکام کے لیے مقرر فرمایا۔

والعدل تنسیقا للقلوب. عدل کو قلوب کے مربوط ہونے کا ذریعہ فرمایا۔

اس کے علاوہ اہل بیت کے فضائل اور ان کی اہمیت کے بارے میں رسول محترم ومکرم کی دختر نے فرمایا کہ

وطاعاتنانظاما للملۃ. اللہ نے ہماری اطاعت کو ملت اسلامیہ کے لیے ایک نظام مقرر کیا۔

امامتنا امانا من الفرقۃ. ہماری امامت اور رہبری کو انتشار اور پراگندگی سے بچنے کا وسیلہ ٹھہرایا۔

کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جو عترتِ نبی کریمﷺ ہیں ان کے مقابل کوئی اورنہیں جو اپنی قدرت و طاقت سے زمام اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور اپنے احکام نافذ کرے۔مسلمانوں کے نظام کے لیے پروردگار عالم نے ائمہ اہل بیت کی اطاعت واجب قرار دی رسول کریمﷺ نے انہیں قرآنِ مجید کا ساتھی قرار دیا اور ان سے تمسک کو نجات کا ذریعہ قرار دیا جیسا کہ حدیث ثقلین اس بات کی وضاحت کررہی ہے کہ

انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وانکم لن تضلوا ما ان لمسکتم بهما.

”میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے اپنے اہل بیت۔ یہ دونوں آپس میں کبھی جدانہیں ہوں گے۔حتی کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔ اگرتم نے ان دونوں کو تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔“

حضرت امام محمدؑ باقر سے روایت ہے کہ جب سیدہ عالم صاحب فراش تھیں توان کی دعا یہ تھی:

یا حی یا قیوم برحمتك استغیث فاغثنی اللهم زحزحنی عن النار وادخلنی الجنة والحقنی بابی محمد.

اے حی و قیوم بادشاہ! تیری رحمت کے دامن میں پناہ لینا چاہتی ہوں مجھے پناہ دے دے۔ خدایا مجھ سے جس طرح وعدہ فرمایا ہے مجھے نار جہنم سے دور رکھ اور مجھے اپنی جنت میں داخل فرما اور مجھے جلد اپنے بابا حضرت محمدﷺ سے ملحق فرما۔

آپ کی تاریخ رحلت میں مورخین کا اختلاف ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہ زہرا کی رحلت بروز منگل تین جمادی الثانی گیارہ ہجری کو ہوئی تھی۔

جملہ مسلمانوں کے منابع و مصادر میں بہت سی احادیث موجود جن میں وضاحت سے درج ہے کہ قیامت کے دن سیدالانبیاء کی دختر سیدۃ النساء العالمین گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گی۔

جناب فاطمہ زہراؑ کی پوری زندگی کے اعمال و افکار اور مدلل انداز وتکلم اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام نے عورت کو جو آزادی گفتار عطا کی ہے وہ مسلمان خواتین کے لیے باعث شرف ہے۔مسلمان عورت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی ظاہری خوبصورتی اور حسن و رعنائی کے ذریعے سے معاشرے میں اپنے آپ کو منوائے بلکہ اس کے لیے باطنی خوبصورتی اور جمال ازلی نور سے پُر اور روشن ہو۔لہذا اس پُر خطر اور پُرآزمائش دور میں بی بی فاطمہ زہرا کے سیرت وکردار اور اعمال وگفتار کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اگر مسلمانانِ عالم کی تمام خواتین جناب فاطمہ زہرا کی سیرت کو اپنائیں گی تو نہ صرف مسلمان معاشرہ بلکہ دیگر معاشروں میں بھی وہ قابل تحسین وصد آفرین ہوگی اس لیے ہمارے آقا ومولا جناب خاتم النبیینﷺ کی امت کی خواتین کا وقار ومرتبہ بلند ہوگا۔☆☆☆☆

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ.....اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

اسلام مساوات انسانی کا علمبردار

ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ

اسلام ہمیشہ سے مساوات انسانی کا علمبردار رہا ہے اسلام نے ہی انسانیت کو روشناس کروایا کہ بنیادی انسانی ضروریات ہر کسی کو بغیر رنگ، نسل اور جنس میں امتیاز کیے بغیر برابر ملنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عورت کو جو مقام حاصل رہا اس کی وجہ وہ رہنما اُصول تھے جس پر اسلام کی بنیادیں قائم کی گئیں اور انسان کو اگر باعث تکریم کہا گیا تو اس سے مراد مرد اور عورت دونوں تھے۔اسلام میں اگر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر اگر کوئی تقویٰ میں اچھا ہے تو اسکا مقام دوسروں سے مختلف ہے۔

اسلام کے نزدیک انسان کی فلاح سلامتی فکر اور درستی عمل کے ساتھ وابستہ ہے وہ ان نظریات کی قطعاً نفی کرتا ہے جو عورت کو محض عورت ہونے کی وجہ سے ذلیل تصور کر کے انسانیت کی بلند ترین سطح سے دور پھینک دیتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے جو اُصول اس ضمن میں نمایاں وہ درج ذیل ہیں جن کی بنیاد پر اسلام نے مساوات ا انسانی کا درس دیا۔

عظمت انسانی:

اسلام سے قبل معاشرہ میں جس طرح سے طبقاتی تقسیم تھی امیروغریب کا فرق تھا اُس نے انسان کو اسکا جائز مقام نہ دیا اسلام نے انسان کو تمام مخلوق سے افضل قرار دیتے ہوئے اُسے دنیا میں اللہ کا خلیفہ قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. (البقرۃ،۲:۳۰)

اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، انہوں نے عرض کیا: کیا تُو زمین میں کسی ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خونریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (ہمہ وقت) پاکیزگی بیان کرتے ہیں، (اللہ نے) فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

پھر فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (الانعام،۶:۱۵۶)

اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کا رب (عذاب کے حق داروں کو) جلد

سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ (مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

انسانی مساوات کا نظریہ:

اسلام نے انسان کو بغیر رنگ، نسل، مذہب کے یکساں حقوق دینے کا نظریہ دیا اسلام نے لوگوں کو بتایا چونکہ تخلیق کے اعتبار سے سب برابر ہیں لہذا سب کو ایک جیسے حقوق حاصل ہونے چاہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء،۴:۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات، ۴۹: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہےo۔

حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا آپ کو رحمت کا دائرہ کار صرف مردوں تک محدود نہ تھا بلکہ عورتوں پر بھی یکساں شفقت فرماتے انسانی مساوات کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

یایھا الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمرا علی اسود ولا لاسود علی أبیض الا بالتقوىٰ. (الھیثمی، علی بن ابی بکر، (۱۴۰۷ھ)، مجمع الزوائد، بیروت، القاھرہ، دارالریان، ۳: ۲۴)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، سنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر سوائے تقویٰ۔

تقوی کا ایک معیار:

جب انسانیت کا معیار تقوی ہے تو پھر ہر وہ شخص تقوی میں بڑھ کر ہے وہ افضل ہے چاہے وہ عورت ہو یا مرد اگر عورت تقویٰ میں اچھی ہے تو اسکا رتبہ بلند ہے۔

سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النحل،۱۶: ۹۷)

جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے، اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

اسی طرح سوۃ الاحزاب میں ارشاد ہوا:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً

وَأَجْرًا عَظِيمًا الاحزاب،۳۳:۹۵)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مَرد اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور صدق والے مرد اور صدق والی عورتیں، اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں، اور عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں، اور صدقہ و خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ و خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے اِن سب کے لئے بخشِش اور عظیم اجر تیار فرما رکھا ہے۔

یعنی اسلام مردوں اور عورتوں کو مساوی بنیادوں پر دیکھتا ہے۔

اسلام انسانی حقوق کا علمبردار:

عورت کے بارے میں اسلام کے جامع تصور کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام نے دنیا کو انسانی حقوق سے روشناس کروایا۔ اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق ابدی ہیں کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے بندوں کو عطا کیے گئے ہیں نہ کہ کسی انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقمطراز ہیں۔

انسانی حقوق اور آزادیوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے جو زمان و مکان کی تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماورا ہے۔ اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اس اللہ کا عطا کردہ ہے جو تمام کائنات کا خدا ہے اور اس نے یہ تصور اپنے آخری پیغام میں اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے دیا ہے۔ اسلام کے تفویض کردہ حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے طور پر عطا کیے گئے ہیں اور ان کے حصول میں انسانوں کی محنت اور کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ (قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، (۲۰۰۹ء)، اسلام میں انسانی حقوق، ص:۳۶)

لہذا انہیں انسانی حقوق میں عورتوں کے وہ حقوق بھی شامل ہیں جس سے کہ پہلے معاشرے نے اسے محروم رکھا تھا۔

اسلام میں حقوق و فرائض کا حسین امتزاج:

اسلام جہاں ایک طرف حقوق کی بات کرتا ہے وہیں فرائض کی ادائیگی پر بھی زور دیتا ہے۔ اسلام کے انسانی حقوق کے تصور کا لب لباب یہ ہے کہ اگر ہر فرد اپنے فرائض کی بجا آوری کرے تو دوسرے کا حق ادا کر دے گا اگر شوہر اپنے فرائض سرانجام دے تو بیوی کو اسکا حق ملے گا۔ بیوی اپنے فرائض کو ادا کرے تو حقوق پورے ہونگے۔ یوں اسلامی معاشرہ حقوق و فرائض کا حسین امتزاج بن جاتا ہے جو کہ ایتائے حق پر زور دیتا ہے تو دوسری طرف وہ فرائض کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔

درج بالا اُصولوں نے اسلام میں عورت کی حیثیت کو متعین کرنے میں بنیادوں کا کام لیا اور آگے چل کر جو حقوق عورت کو ملے وہ انہیں بنیادوں پر ملے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عورت کی حیثیت نہایت مسلم ہے حضور اکرم ﷺ کی آمد کے ساتھ جہاں تاریکیوں کے بادل چھٹے رہے وہیں آپکی آفاقی تعلیمات نے عورت کو فرش سے عرش پر بٹھا دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

(الانبیاء،۲۱:۱۰۷)

اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔

چونکہ آپ سراپا رحمت ہیں اور یہ دائرہ رحمت مردوں اور عورتوں کیلئے یکساں۔ تھا اسلام کے عورت کے بارے میں نظریہ سے متعلق سید جلال الدین عمری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

اسلام کے آنے سے پہلے دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید بلکہ مختلف تمدن عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا اور اسے پستی کے ایک غار میں پھینک دیا تھا جس کے بعد اس کے

ارتقاء کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسلام نے دنیا کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور بتایا کہ زندگی، مرد اور عورت دونوں کی محتاج ہے۔ عورت اس لیے نہیں پیدا کی گئی کہ اسے دھتکار دیا جائے اور شاہراہِ حیات سے کانٹے کی طرح ہٹا دیا جائے کیونکہ جس طرح مرد اپنا مقصد وجود رکھتا ہے اس طرح عورت کی تخلیق کی بھی ایک غایت ہے اور قدرت ان دونوں اصناف کے ذریعہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کر رہی ہے۔

پھر اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں، بیٹی، بیوی، بہن کے متعارف کروایا اور اُسی اعتبار سے اُس کے حقوق بھی متعین کیے۔

اسلام نے ایک طرف عورت کو شرفِ انسانیت سے آراستہ کیا اور حقوق سے نوازا اور دوسری طرف اس کے اخلاق و کردار کا تحفظ کیا اس کی فطری صلاحیتوں کے مطابق اُسے ذمہ داریاں سونپی اور عورت کے ہر روپ بیٹی، ماں، بیوی، بہن ہر حیثیت کیلئے احترام پیدا کیا اور اُس کے تمام مسائل حل کیے اور اُسے فوز و فلاح کی منزل سے ہمکنار کیا۔

اسلام میں عورت کی حیثیت سے متعلق ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی کتاب اسلام میں انسانی حقوق میں لکھتے ہیں۔

اسلام کی آمد عورت کے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بعدحصوں سے آزادی کا پیغام تھی۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا۔ جوعورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور عورت کو وہ حقوق عطا کیے جس سے وہ معاشرے میں اس عزت وتکریم کی مستحق قرار پائی جس کے مستحق مرد ہیں۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

اسلام نے عورت کو جیسے وسیع تمدنی و معاشی حقوق دیئے ہیں اورعزت وشرف کے جو بلند مراتب عطا کیے ہیں اور اُن حقوق و مراتب کی حفاظت کیلئے اپنی اخلاقی اور قانونی ہدایات میں جیسی پائیداری نمائش مہیا کی ہیں ان کی نظیر دنیا کے کسی قدیم و جدید نظام معاشرت میں نہیں ملتی۔

اسلام سے قبل عورت کی حیثیت سے متعلق کون آگاہ نہیں پھر آج جو یورپ عورت کے حقوق کا علمبردار ہے وہ خودعورت کو قدیم معاشرہ میں ذلیل و رسوا کرتا تھا اسلام سے قبل جس معاشرہ، مذہب، تہذیب کو اٹھائیں وہ عورت کے معاملے میں اندھیروں کا شکارنظر آتے ہیں۔

مولانا ظفیر الدین رقمطراز ہیں۔

اعتدال کے فطری نقطہ پر اسلام نے انسانوں کو لا کر کھڑا کر دیا جس کا جوحق تھا وہی اس کو دیا گیاظلم وستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک (عورت) کو بھی پوری قوت کے ساتھ اسلام نے اپنے دامن حمایت کے سایہ میں لیا ناموس نسواں کی قدر وقیمت کے سوال کو زندہ کیا گیا۔ اس راہ میں کسی قسم کی چشم پوشی روانہ رکھی گئی۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دیئے جو مغربی عورت آج بھی پوری طرح حاصل نہیں کر سکی مگر ان تمام جامع حقوق کے باوجود آج اسلام کے بارے میں تصور کیا جاتا ہے کہ وہ عورت کو بنیادی حقوق دینے سے قاصر ہے اور عورت کو جہالت کے اندھیروں میں دھکیل رہا ہے افسوس کا مقام کہ اسلام نے پہلی مرتبہ عورتوں کو حقوق سے روشناس کروایا آج اس الزام کی زدمیں ہے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے کے اتار چڑھاو میں جہاں طبقاتی تقسیم آئی اور اسلام کے ساتھ دیگر تہذیبوں کا ارتباط ہوا وہیں عورت کو پھر سے معاشرتی حقوق سے محروم کر دیا گیا مگر پھر بھی اسلامی شریعت میں عورت کے جوحقوق مقرر کر دیئے گئے انہیں کوئی تبدیل نہیں کر سکا۔ اسلام سے قبل عورت کا جس طریقے سے معاشی، معاشرتی، سماجی، سیاسی طور پر استحصال کیا جا رہا تھا اسلام نے عورت کو ان تمام حقوق سے بہرہ مند کیا اور سب سے پہلے اس کی حیثیت متعین کی اور پھر ان حیثیتوں میں متعارف کرایاضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اسلام کی ان تعلیمات سے آج کی خواتین کو روشناس کروایا جاسکے جو مساوات انسانی کی حقیقی عکاس ہیں۔

☆☆☆☆☆

پانی زندگی ہے

22 مارچ کو ہر سال ورلڈ واٹر ڈے منایا جاتا ہے

کرہ ارض پر 1.454 بلین کیوبک کلومیٹر پانی موجود ہے

2.5 فیصد تازہ پانی، 97.5 فیصد نمکین سمندری پانی ہے

ڈاکٹر عشرت افضل

اس کرہ ارض پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت پانی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ انبیاء (آیت نمبر 21:30) میں اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے ہر زندہ چیز پانی سے تخلیق کی ہے۔ اس کائنات میں تمام جانداروں کی بقاء اور نشوونما پانی کے بغیر ممکن نہیں۔ انسانوں سے لے کر حیوان، چرند، پرند، حتیٰ کہ درخت اور پھول کلیاں بھی اپنی بقاء کے لیے پانی کے محتاج ہیں۔ زراعت، انڈسٹری اور بجلی کا حصول سب پانی کے مرہون منت ہے۔

بین الاقوامی سطح پر پانی کی ضرورت و اہمیت کو سمجھتے ہوئے 22 مارچ کو ورلڈ واٹر ڈے منایا جاتا ہے۔

اس کرہ ارض پر تقریباً 1.454 بلین کیوبک کلومیٹر پانی موجود ہے اس میں سے 2.5% تازہ پانی ہے جو کہ قابل استعمال ہے باقی کا 97.5% انتہائی نمکین سمندری پانی ہے جو کہ قابل استعمال نہیں۔ تازہ پانی کا بھی دوتہائی بھی permafrost، Glaciers، Polar Icecaps کی شکل میں سے باقی کا 1 تہائی تازہ پانی کی شکل میں دستیاب ہے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ کل پانی کا 1% سے بھی کم تازہ پانی کی شکل میں دستیاب ہے جو دریاؤں، جھیلوں اور ایکویز کی شکل میں موجود ہے۔

کائنات میں پانی کی مقدار یکساں یعنی Constant ہے جبکہ اس کی ڈیمانڈ دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ موسمی تبدیلیوں، ماحولیاتی تغیر، صنعتوں کے فروغ اور آبادی میں مسلسل اضافہ سے پانی کے ذخائر میں کمی واقع ہورہی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق 2050ء تک 40 ممالک کو پانی کی شدید کمی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق ہر انسان کو سالانہ 1700 کیوبک میٹر پانی درکار ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں Falken Mark کا انڈیکیٹر ایک متفقہ سکیل ہے۔

پاکستان میں بہنے والے تین دریا ستلج، راوی اور بیاس یہ دریا تو انڈیا سے بہہ کر آتے ہیں جبکہ دریائے سندھ، چناب اور جہلم مقبوضہ کشمیر سے بہہ کر آتے ہیں۔ اسی لیے قائداعظم محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا تھا

Falken Mark Indicator

Availabblity of watter	Situation
Between 1000-1700m^3	stress
Between 500-1000	Scarcity

واپڈا کے 2021ء وژن کے مطابق پاکستان کو بڑے اور چھوٹے ڈیمز کی اشد ضرورت ہے خصوصاً کالا باغ ڈیم وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں کو چاہیے کہ وہ صوبائی ایشوز کو چھوڑ کر قومی سوچ اپنائیں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو یقینی بنائیں

Less then 500	Absolutely scracity

ہائیڈرولوجی کے مشہور شخص اسماعیل سیرا گلڈن کے مطابق اس صدی کی بہت سی جنگیں تیل کے لیے لڑی گئیں لیکن اگلی صدی کی جنگیں پانی پر ہوں گی۔ UNO کے سیکرٹری جنرل بطریس غالی کے مطابق دنیا کی اگلی جنگ، سیاسی یا معاشی معاملات پر نہیں بلکہ پانی پر لڑی جائے گی امریکی صدر بل کلنٹن نے بھی جنوبی ایشیاء کو پانی کے حوالے سے ایک حساس علاقہ قرار دے دیا تھا۔

قدرت نے پاکستان کو پانی کی وافر مقدار عطا کی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت ہر پاکستانی کو 5650 کیوبک میٹر پانی دستیاب تھا جو کہ آبادی کے بڑھنے اور چند موسمیاتی عوامل کی وجہ سے گھٹتے گھٹتے 1000 کیوبک میٹر رہ گئی ہے۔

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی زراعت کا انحصار دریاؤں کے پانی پر ہے پاکستان میں پانی کا سب سے بڑا ذریعہ انڈس بیسن ہے۔ پاکستان میں بہنے والے دریا ستلج، راوی اور انڈیا سے بہہ کر آتے ہیں جبکہ دریائے سندھ، چناب اور جہلم مقبوضہ کشمیر سے بہہ کر آتے ہیں۔ اسی لیے قائداعظم محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا تھا۔

قیام پاکستان کے وقت ہی پاکستان اور انڈیا کے مابین پانی کی تقسیم منصفانہ نہ تھی باؤنڈری کمیشن کے سربراہ ریڈ کلف نے وہ علاقے انڈیا کو دے دیئے جہاں سے ہیڈورکس پاکستان کی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے پانی سیلابی کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد انڈیا نے دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے اپریل 1948ء سے ایک ماہرین کی ٹیم انڈیا گئی اور طویل مذاکرات کے بعد انڈیا نے پانی جاری کرنے کی حامی بھرلی لیکن پاکستان کو اس پانی کے چار جز ادا کرنے تھے پاکستان اور انڈیا کے آبی مسئلہ کی بازگشت دوسرے ممالک میں بھی سنائی دینے لگی اور ورلڈ بینک کی مداخلت سے 1960ء میں پاکستان اور انڈیا کے مابین ایک معاہدہ طے پایا۔ جسے سندھ طاس معاہدہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدہ پر پاکستان میں اس وقت کے پریذیڈنٹ ایوب خان پر سخت تنقید ہوئی کہ اس نے تین دریا بھارت کو بیچ دیئے۔ اس معاہدے کے مطابق تین مشرقی دریا راوی ستلج اور بیاس کی انڈیا کی ملکیت ہوگی جبکہ تین مغربی دریا سندھ، چناب اور جہلم پر پاکستان کی ملکیت ہوگی تین دریا انڈیا کے حوالے کرنے سے ان علاقوں کو سیراب کرنے کے لیے ڈیمز بنانے کی اشد ضرورت تھی۔ جن سے نہریں نکال کر ان علاقوں کو سیراب کیا جائے جو کہ پہلے مشرقی دریاؤں سے سیراب ہوتی تھیں۔

لہٰذا سندھ طاس معاہدے کے مطابق پاکستان میں دو بڑے ڈیم اور 7 رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں۔ واپڈا کے 2021ء وژن کے مطابق پاکستان کو بڑے اور چھوٹے ڈیمز کی اشد ضرورت ہے خصوصاً کالا باغ ڈیم وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں کو چاہیے کہ وہ صوبائی ایشوز کو چھوڑ کر قومی سوچ اپنائیں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو یقینی بنائیں پاکستان میں کم و بیش 155 ڈیمز بنائے گئے ہیں۔ پاکستان کے چند بڑے ڈیمز درج ذیل ہیں:

تربیلا ڈیم:

یہ ڈیم پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع ہری پور میں واقع ہے۔ یہ ڈیم حجم کے لحاظ سے ایشیا کا دوسرا بڑا ڈیم ہے یہ منگلہ ڈیم سے دوگنا اور اسوان ڈیم (مصر) سے تین گنا بڑا ہے اور دنیا میں مٹی کی بھرائی کا سب سے بڑا ڈیم ہے۔ تربیلا ڈیم دریائے سندھ پر تربیلا کے مقام پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس ڈیم کے تین مقاصد تھے:

۱۔ سیلاب کو کنٹرول کرنا۔

۲۔ فصلوں کو سیراب کرنا۔

۳۔ اور بجلی پیدا کرنا۔

1967ء میں عالمی بینک نے اس کی منظوری دی اور دوست ممالک کے تعاون سے 1976ء میں تکمیل ہوئی۔ اس کی لاگت 149 بلین ڈالر تھی۔

منگلا ڈیم:

پاکستان کا دوسرا بڑا ڈیم منگلا ڈیم ہے جو کہ دنیا کا 9 واں بڑا ڈیم ہے۔ یہ ڈیم آزاد کشمیر کے ضلع میر پور میں بنایا گیا۔ یہ دریائے جہلم پر بنایا گیا ہے۔ ڈیم کی اونچائی 147 میٹر ہے۔ اس ڈیم پر ہونے والے اخراجات بھی ورلڈ بینک نے اٹھائے تھے۔

وارسک ڈیم:

وارسک ڈیم خیبر پختونخواہ میں پشاور کے شمال مغرب میں دریائے کابل پر بنایا گیا ہے۔ یہ دو مرحلوں میں مکمل ہوا۔ پہلا فیز 1960ء میں مکمل ہوا اور دوسرا 1981ء میں۔

میرانی ڈیم:

میرانی ڈیم صوبہ بلوچستان میں دریائے دشت پر

ہائیڈرولوجی کے مشہور شخص اسماعیل سیراگلڈن کے مطابق اس صدی کی بہت سی جنگیں تیل کے لیے لڑی گئیں لیکن اگلی صدی کی جنگیں پانی پر ہوں گی۔ UNO کے سابقہ سیکرٹری جنرل بطرلیس غالی کے مطابق دنیا کی اگلی جنگ، سیاسی یا معاشی معاملات پر نہیں بلکہ پانی پر لڑی جائے گی امریکی صدر بل کلنٹن نے بھی جنوبی ایشیاء کو پانی کے حوالے سے ایک حساس علاقہ قرار دے دیا تھا

بنایا گیا ہے۔ اس ڈیم کی تکمیل 2002-06 کے عرصے میں ہوئی۔ اس پر 5,267.90 روپے خرچہ آیا تھا 39 میٹر اونچا یہ ڈیم سیلاب کے پانی کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔

خانپور ڈیم:

خانپور ڈیم صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع خانپور میں دریائے ہرو پر واقع ہے۔ یہ اسلام آباد سے چالیس کلومیٹر دور ہے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی شہروں کو پانی پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی خانپور ڈیم ہی ہے۔ اس ڈیم پر 1352 ملین لاگت آئی۔ اپنی خوبصورتی کی بدولت پانی کی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ڈیم سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز بھی ہے۔

حب ڈیم:

حب ڈیم بھی اک آبی ذخیرہ ہے جو کراچی سے 56 کلومیٹر دریائے حب پر واقع ہے۔ یہ ڈیم صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کی سرحد پر ہے۔ اس کا مجموعی رقبہ 24300 ایکٹر ہے اور اس میں 857000 ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

قراردادِ پاکستان اور اس کا پس منظر

ہندوستان پر مسلمانوں نے انصاف کی بنیاد پر ایک ہزار برس حکومت کی

1940ء کا سال مسلمانوں کی سیاسی بیداری میں سنگ میل ثابت ہوا

ڈاکٹر انیلہ مبشر (صدر شعبہ تاریخ گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور)

ہندوستان وہ سرزمین تھی جہاں مسلمانوں نے انصاف، مساوات، رواداری اور عدل و انصاف پر مبنی کم و بیش ایک ہزار برس تک حکومت کی مگر مغربی اقوام کی آمد اور 1857ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد طاقت کا توازن بدل گیا۔ اب ہندوستان کی سب سے بڑی قوت تاجِ برطانیہ تھی جس کی وسیع سلطنت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ انقلابِ زمانہ تھا کہ ہندوستان کی دوسری بڑی قوت ہندو قرار پائے جو اپنی عددی اکثریت اور سیاسی جوڑ توڑ کی بنیاد پر ہندوستان کے آئندہ حکمران بننے کے خواہش مند تھے۔ دولت، تعلیم، سیاسی شعور اور عصبیت کی بنیاد پر وہ صرف اور صرف انڈین نیشنلزم پر یقین رکھتے تھے۔ ہندوستان کے اخبارات، جرائد اور نشرو اشاعت کے ذرائع پر بھی مکمل گرفت رکھتے تھے۔انڈین نیشنل کانگرس جیسی موثر سیاسی تنظیم کے ساتھ ساتھ ہندو لیڈروں کی ایک بہت بڑی تعداد ہندوازم کے استحکام اور احیاء میں مصروف تھی۔ ہندوؤں کے سب سے بڑے روحانی لیڈر گاندھی جی مکمل سوراج یعنی انگریزوں سے کامل آزادی حاصل کرکے برصغیر پاک و ہند میں فیصلہ کن اور حتمی سیاسی طاقت صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں دیکھنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کو آئینی تحفظات کی جگہ صرف حسنِ سلوک کی یقین دہانیوں کے خواہاں تھے۔ وہ مسلمانوں کے الگ تشخص کو محض فرقہ واریت خیال کرتے تھے۔ بال گنگا دھر تلک، سوامی شردھا نند، رابندر ناتھ ٹیگور، سبھاش چند بوس، رام موہن رائے، سوامی رویکا نند، بنکم چندر چڑ جی، آرو بندر گلوش نے شدھی اور سنگھٹن جیسے فلسفے کی اشاعت شروع کررکھی تھی ان کی رائے میں ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل مخدوش تھا۔ 1937ء میں جواہر لعل نہرو بڑے مغرور لب و لہجے میں اعلان کرتے ہیں کہ ہندوستان میں فقط دو قوتیں ہیں ایک برطانوی امپیریلزم اور دوسری ہندو نیشنل ازم جس کی نمائندگی کانگرس کرتی ہے۔ مسلمانوں کے سیاسی مدبر محمد علی جناح نے فوراً جواب دیا ایک تیسری قوت بھی ہے اور وہ ہیں مسلمان۔

بہر طور ہندوستان کی تیسری قوت مسلمان تعداد وسائل اور اسباب قوت کے لحاظ سے سب سے کمزور جماعت تھے گو ان کی تعداد دس کروڑ تھی لیکن برصغیر پاک و ہند کی کل آبادی کا صرف ایک چوتھائی حصہ تھے۔ تعلیم، تجارت، صنعت، زراعت گویا ہر شعبے میں غریب تھے اور پسماندہ بھی۔ وہ انتخابی اداروں یا سول ملازمتوں میں اپنا جائز حق مانگتے تو ان کے جائز مطالبات کو فرقہ وارانہ کہہ کر نظر انداز کردیا جاتا اور جب وہ ہندوؤں کے ساتھ اقتدار میں شرکت کے لیے آئینی تحفظات کا مطالبہ کرتے تو ان مطالبات کو آزادی ہند کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا جاتا۔ اس کی سب سے بڑی مثلاً 1928ء کی نہرو رپورٹ ہے جس میں مسلمانوں کے تمام آئینی حقوق اور مطالبات ایک ایک کرکے مسترد کردیئے گئے اور قائداعظم

محمد علی جناحؒ جو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر کہلاتے تھے اور جن کی سیاست کا مرکز و محور ہندو مسلم اتحاد کو قائم کرنا تھا دونوں قوموں کے راستوں کی جدائی کا اعلان کرنے پر مجبور ہوئے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور وقت کے ساتھ بڑھتی ہوئی خلیج اس وقت وسیع تر ہوگئی جب گورنمنٹ انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت 1937ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے اور جولائی 1937ء سے اکتوبر 1939ء کے درمیان آٹھ صوبوں میں کانگرسی وزارتیں قائم ہوئیں۔ اس دوران مسلمانوں کو شدت سے احساس ہوا کہ بحیثیت قوم ان کا ہندوستان میں کوئی مستقبل نہیں ہے۔مسلمانوں کو اپنے مذہب اور تہذیب و ثقافت سے بیگانہ کرنے کے لیے وریا مندر اور واردھا تعلیمی منصوبہ بنایا گیا جس میں بچوں کو گاندھی جی کی تصویر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے رہنے اور بندے ماترم کا ترانہ پڑھنے پر مجبور کیا جاتا۔ بندے ماترم کا ترانہ بنکم چندر چیٹرجی کے ناول انندمٹھ سے لیا گیا تھا اور مسلم دشمنی پر مبنی تھا۔ کانگرس نے اپنے دو سالہ دور اقتدار میں مسلمانوں سے جو غیر منصفانہ اور جارحانہ سلوک روا رکھا اس نے مسلمانوں میں سیاسی شعور، ذہنی بیداری اور آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ ان وزارتوں کے خاتمے کے اگلے برس ہی مسلمانوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اپنی آخری اور اٹل منزل کا تعین کرلیا۔

سر سید احمد خاں، علامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کی طرح قائداعظم محمد علی جناح بھی اپنی سیاسی زندگی کے ابتدائی عشروں میں ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ ہندوستان میں برطانوی اقتدار کے قائم ہونے کے بعد سیاسی اداروں کا قیام، سیاسی جماعتوں کا بڑھتا ہوا سیاسی شعور اور پارلیمانی نظام جمہوریت میں عددی برتری کی اہمیت نے ہندوستان میں جدید سیاسی عمل کو اس قدر پیچیدہ بنادیا تھا کہ ایسے میں مسلمانوں کو بحیثیت قوم اپنی نسل، مذہب، تاریخ اور تہذیب و ثقافت کے تقدس کو محفوظ بنانا سب سے بڑا مسئلہ قرار پایا۔

تاریخ کے طویل سفر نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ باور کروادیا تھا کہ اس کے مسائل کا حل صرف برطانوی اقتدار سے آزادی ہی نہیں بلکہ تقسیم ہند اور ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام میں مضمر ہے۔

ہندوستان میں آزاد اسلامی ریاست کے قیام کا تصور تقریباً ایک صدی تک ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ ایک اندازے کے مطابق 1857ء سے لے کر قرارداد لاہور 1940ء تک 119 افراد نے تقسیم ہند کے 170 منصوبے پیش کیے۔ جمال الدین افغانی نے انیسویں صدی ہی میں مرکزی ایشا کی ریاستیں، افغانستان اور برصغیر پاک وہند کے شمال مغرب کے مسلم اکثریتی علاقوں کو ملاکر ایک مسلم جمہوریہ کا خواب دیکھا۔ اس کے علاوہ عبدالحلیم شرر، خیری برادران، عبدالقادر بلگرامی، سردار محمد گل، مرتضیٰ احمد خان کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے جداگانہ مسلم ریاست کے تصور کو اپنے پیش کردہ منصوبوں کے ذریعے تقویت بخشی۔ اس میں سب سے موثر آواز علامہ اقبال کی تھی جنہوں نے 1930ء میں آلہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے تاریخ ساز خطبے میں اسلامی فکر کی تشکیل جدید کو دلائل سے ثابت کرتے ہوئے ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام کو ہندوستان مسلمانوں کے قومی مسائل کا واحد حل قرار دیا۔ 1933ء میں کیمبرج کے ایک مسلم طالب علم چودھری رحمت علی نے ''Now or Never'' میں شمال مغرب میں مسلمان اکثریتی صوبوں پر مشتمل ایک الگ ریاست کا تصور پیش کیا۔ ان علاقوں کے پہلے حروف کو ملا کر لفظ ''پاکستان'' تخلیق کیا۔ یہ وہ کرشمہ ساز لفظ تھا جس سے وابستہ سرزمین کو ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنا وطن بنانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

1940ء کا سال برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی سیاسی و قومی بیداری میں ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ اسی سال 23 مارچ کو ایک قرارداد کے ذریعے ہندوستان میں ایک آزاد مسلم مملکت کا قیام مسلم لیگ کے ستائیسویں عظیم الشان تین روزہ اجلاس میں پیش اور منظور کیا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت ہونے والے منٹو پارک لاہور کے تاریخی اجلاس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق پچیس ہزار افراد موجود تھے۔

شیر بنگال مولوی اے کے عبدالحق نے قرار داد لاہور پیش کی جس کی تائید چودھری خلیق الزماں، مولانا ظفر علی خان، سر عبداللہ ہارون، سردار اورنگ زیب نواب اسماعیل، قاضی محمد عیسیٰ اور بیگم محمد علی جوہر نے کی۔ اس قرار داد میں کہا گیا تھا کہ

''اس ملک میں کوئی بھی آئینی منصوبہ ناقابل عمل ہوگا اور نہ مسلمانوں کے لیے قابل قبول جب تک اسے حسب ذیل بنیادی اصولوں کی اساس پر وضع نہ کیا جائے گا۔ یعنی جغرافیائی طور پر متصل اکائیوں کی ایسے خطوں میں حد بندی کی جائے جن کی تشکیل ضروری علاقائی ردوبدل کے ساتھ اس طرح کی جائے گی کہ جن علاقوں میں مسلمان آبادی کے لحاظ سے اکثریت میں ہیں جیسا کہ وہ ہند کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں ہیں۔ ان علاقوں کو اس طرح آپس میں ملایا جائے گا کہ وہ آزاد مملکتیں بن جائیں۔''

اس قرارداد کے پس منظر میں جو بنیادی نظریہ کارفرما تھا قائداعظم نے اپنی تقریر میں بڑی جامعیت سے اس پر روشنی ڈالی۔ دوقومی نظریئے کو دلائل سے ثابت کیا اور اس غلط فہمی کی تردید کی کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمان قومیت کی ہر تعریف کی رو سے ایک قوم ہیں۔ ان کا ایک علاقہ اور وطن ہونا چاہیے۔ ہندوستان کا مسئلہ فرقہ وارانہ نہیں بلکہ بین الاقوامی ہے۔ اس مسئلے کو بین الاقوامی سمجھ کر حل کرنا چاہیے۔ اگر برطانوی حکومت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستانیوں کو امن اور سکون حاصل ہو تو اس کی صرف ایک صورت ہے کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے جداگانہ قومی وطن منظور کیے جائیں۔

قائداعظم محمد علی جناح جو مولانا محمد علی جوہر کی تمنا اور علامہ اقبال کی آرزو تھے وہ خود کو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے وقف کر چکے تھے۔اس تاریخی اجلاس میں میاں بشیرالدین نے قوم سے ان کی دلی وابستگی کا اظہار اپنی مشہور زمانہ نظم ''ملت کا پاسبان ہے محمد علی جناح'' کے ذریعے کیا۔ مولانا ظفر علی خان نے ''رہرو اور رہ نما'' کے عنوان سے ایک نظم 22 مارچ کے دن اس اجلاس میں پڑھی جو مسلمانوں کی مسلم لیگ سے وابستگی کی عکاس ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایک جھنڈے تلے جس روز ملت آئے گی
ساری دنیا اس کے آگے خود بخود جھک جائے گی

اس ولولہ انگیز ماحول میں قرار داد لاہور کا پاس ہونا تھا کہ ہندو لیڈروں اور اخبارات نے اس پر سخت تنقید شروع کردی۔ پرتاب، ملاپ، ٹربیون اور دیگر ہندو اخبارات نے اگلے ہی روز قرار داد لاہور کو قرار دادِ پاکستان کا نام دے دیا حالانکہ قرار داد میں کسی بھی جگہ لفظ پاکستان کا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ صرف بیگم محمد علی جوہر نے اپنے خطاب میں لفظ پاکستان استعمال کیا۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے بھی اسے قرار داد پاکستان کہنا شروع کردیا۔

قرار داد پاکستان نے مسلمانوں کے مقصد حیات اور نشانِ منزل کا تعین کردیا تھا۔ اس کے بعد 1940ء سے 1947ء تک سات سالہ انقلاب آفرین دور کا آغاز ہوا۔ قائداعظم جیسے مدبر اور دور اندیش سیاست دان اور رہبر کامل کی زیر قیادت ایک طبقہ نئے وطن کے منصوبے، نقشے اور خاکے مرتب کرنے میں مصروف ہوگیا۔ مسلم لیگ نے اعتدال پسندانہ مسلک کو خیر باد کہہ کر بہت زیادہ فعال اور منظّم ہوئی اس کی شاخیں اپنی اپنی تنظیم سازی میں لگ گئیں۔ رضا کاروں کی جماعتیں تشکیل پانے لگیں۔ حریت پسند عناصر کی بدولت مسلم لیگ کی ترقی پسندانہ سرگرمیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ نے ایک قرار داد میں طے کیا کہ ہر سال 23 مارچ کا دن یوم پاکستان کے طور پر منایا جائے گا۔ اس دن قرار داد پاکستان کے مندرجات کی تشریح کی جائے گی اور ہندوستان کے طول و عرض کے مسلمانوں پر واضح کردیا جائے گا کہ تمام قومی اور سیاسی مسائل کا یہی واحد حل ہے۔ بالآخر 14 اگست 1947ء کو ایک آزاد اور خودمختار مسلم ریاست کا دیرینہ خواب حقیقت بن گیا۔

(بقیہ: صفحہ نمبر 36 پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: قرار داد پاکستان اور اسکا پس منظر

قرآن وسنت کی روشنی میں خواتین کی تربیت

احکامِ دین کی بجا آوری اور اجر وثواب میں مرد وزن کی کوئی تفریق نہیں

عورت کے لئے عفت وحیاء کی اسلامی تعلیمات اسے محترم بنانے کے لئے ہیں

اسلام نے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کے لئے حقوق وفرائض کا جامع چارٹر پیش کیا

سُمیہ اسلام

خواتین کو درپیش مشکلات کا حل، ان کی پسماندگی کا خاتمہ اور انہیں ان کا حقیقی معاشرتی مقام ومرتبہ دوبارہ واپس لانے کا مسئلہ جتنا اہم ہے اس قدر وہ نہایت ہی گہرا اور نازک بھی ہے۔ اس ضمن میں معمولی سی لاپرواہی یا اسے سادہ و آسان سمجھنا ایک ناقابل تلافی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ موجودہ انسانی معاشروں میں عورتوں کے بڑھتے ہوئے مسائل کی اصل وجہ ان کے بارے میں مذہبی ثقافت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے صحیح اور حقیقی تفکر کا فقدان ہے اور ان مشکلات کا مشترک سبب ایک فکری بحران ہے، عورت کی شخصیت کی پہچان ایک شعور بھی ہے اور تفکر ومعرفت کا ایک ذریعہ بھی۔ قرآن وحدیث کی نظر میں عورت وہ افضل و برتر وجود ہے جو خود کو بھی اور پورے معاشرے کو بھی سعادت اور نیک نامی کے ساتھ ساتھ عظمت و نیک بختی کی راہ پر گامزن کرسکتی ہے۔ قرآن کی نگاہ میں یہ عورت ہی ہے جو براہ راست اپنی موجودگی سے بیوی کے شایانِ شان کردار اور بچوں کی صحیح تربیت کے ذریعے انسانیت کے مستقبل کی سمت کے تعین میں سنگ میل ثابت ہوسکتی ہے۔

قرآن مجید نے عورت کو ذلت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر عزت و احترام کا وہ بلند مقام بخشا جو اس کی اصل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ احکام دین کی بجا آوری میں اجر وثواب کے اعتبار سے مرد وعورت کی کوئی شرط نہ رکھی، کوئی حد یا میدان مقرر نہ کیا کیونکہ دونوں کے ساتھ کامیابی اور جنت کا وعدہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ. (النساء، ۴: ۱۲۴)

اور جو کوئی نیک اعمال کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت درآنحالیکہ وہ مومن ہے پس وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر (بھی) حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

اس کے علاوہ الرعد، الزخرف، الفتح، الحدید الاحزاب، محمد، البقرۃ، القصص، ال عمران میں بھی اجر وکامیابی کا وعدہ کیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کامیابیوں تک کیسے رسائی حاصل کی جائے؟ ان کے حصول کا طریقہء کار کیا ہو؟ اس گتھی کو بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود ہی سلجھا دیا۔ ان مقامات تک پہنچنے کے تمام طریقے اور ان طریقوں کو اختیار کرنے کے تمام مراحل خود ہی متعین کردیئے۔ اس کے لئے باقاعدہ تربیتی منہج مقرر کرکے اسے ایک مکمل اور جامع لائحہ عمل دے دیا اور اس لائحہ عمل کی تطبیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہء حسنہ کی صورت میں عطا کردی۔

قرآن عورت کی تربیت کس کس انداز سے کرتا ہے اور کہاں کہاں اس کے لئے راہیں متعین کرتا ہے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

تربیت:

لغت میں تربیت ربَّی یُرَبِّی تُرْبِیَّۃً وربیّت فلاناً تـربیۃ مصدر ہے باب تفعیل سے، جس کے معنی بچہ کی پرورش کرنا پالنا مہذب بنانا ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد انسان کے اندر کچھ خاص افکار و خیالات کا بیج بودیا جائے، اور اس کے جذبات و میلانات کو ایک خاص رخ عطا کیا جائے۔ اس طور پر کہ کچھ مخصوص رجحانات کی آبیاری ہوسکے اور اس کے اخلاق و کردار ایک مخصوص سانچے میں ڈھل جائیں۔دور جاہلیت میں بدوی عورت کو خاص طور پر منتخب کیا جاتا تا کہ بچہ کی پرورش اسکی گود میں ہو۔

تربیت دراصل دعوت کی تیاری ہے کیونکہ قرآن اس دعوت کا داعی اور اس تربیت کا مربی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی تربیت کا سب سے عظیم نمونہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں عطا کرتا ہے۔ جن کو نہ صرف قرآن اسوہء حسنہ گردانتا ہے بلکہ تمام عالم اس حقیقت کا معترف ہے کہ قرآن کی تربیت سے پرورش پانے والی یہ ہستی قیامت تک کیلئے تمام لوگوں کے لئے ایک بہترین اخلاقی نمونہ ہے۔

تربیت میں قرآن کا طرزِ عمل انتہائی حد تک فطری اورنفسیات کے عین مطابق ہے۔قرآن نے ہر دو اصناف آدم مرد وعورت کی اپنے اپنے دائرہ عمل میں بہترین تربیت کی، اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عورت کی تربیت کس نہج پر کرتا ہے کیونکہ وہ انداز گفتگو سے لے کر ہر طرح کے معاملات میں قدم قدم پر اس کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس کے کردار و افعال کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے شرور و آفات سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

تربیت کا سب سے پہلا مرحلہ

عقائد کی ثقافت:

قرآن کی سب سے پہلی کوششیں عقائد کی صفائی ہے۔ اس لئے وہ عورت سے بھی سب سے پہلا عہد یہی لیتا ہے کہ

لَا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا(الممتحنۃ، ۱۲:۶۰)

جب عقیدہء توحید راسخ ہو جائے تو باقی معاملات خود بخود درست ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبول اسلام کے ضمن میں پہلا عہد عقیدہ توحید پر لیتے تھے کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جو معاشرے کو درست سمت عطا کرتی ہے۔ اس کے بعد معاملات کی طرف قدم بڑھایا جاتا ہے کہ:

اجتناب عن السرقۃ:

وَلَا یَسْرِقْنَ کے کلمات سے ہر قسم کی جانی ومالی چوری سے اجتناب کا عہد لیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ اخلاقی برائیوں سے نجات پا سکے۔

اجتناب عن الزنا:

زنا سے مکمل طور پر بچنا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا اجتماعی جرم ہے جونسلوں کو برباد کرتا ہے۔ اس لئے وَلَا یَزْنِیْنَ کا حکم لگا کر اسے ہر قسم کے زنا سے روک دیا گیا ہے تاکہ اسے قلبی وفکری طہارت کے ساتھ ساتھ جسمانی پاکیزگی بھی حاصل ہو سکے۔

منع عن قتل النفس:

اولاد کے قتل سے روکنے کیلئے چاہے وہ خشیۃ إملاق ہو یا خشیۃ العمران ہو، سختی سے روک دیا گیا ہے کیونکہ کسی جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کرنا حرام ہے۔ فرما دیا گیا:

وَلَا یَقْتُلْنَ أَوْلَادَھُنَّ(الممتحنۃ، ۶۰: ۱۲)

گویا قرآن وہ اخلاقی تربیت گاہ ہے جس نے ہر قسم کے قتل اولاد پر آج سے سو سال پہلے پابندی لگا دی تھی تاکہ وہ بعد کے جدید ادوار میں بھی ناجائز طریقوں کو بروئے کار لاکر نسل انسانی کا خاتمہ نہ کر پائے۔

بہتان تراشی:

بہتان تراشی چونکہ ایک گھناؤنا جرم ہے اسلئے

اسلام نے اسے کبائر میں شامل کر کے شدید نفرت دلائی ہے اور کھلے الفاظ میں کہہ دیا کہ :

ولا یأتین ببهتان یفترینه بین أیدیهن و أرجلهن

ان عقائد و معاملات پر ان سے عہد لینے کے بعد قرآن تربیت کے مزید مدارج طے کرواتا ہے۔ اسے ایک سنجیدہ انداز زندگی عطا کرتا ہے تا کہ وہ لوگوں کے ساتھ تعلقات کے قیام میں محتاط رہے کیونکہ اسے معاشرے میں اپنی بقا کیلئے لوگوں سے کسی نہ کسی مقام پر ضرور آمنا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ اسے کیسے کرنا ہوگا اسے قرآن بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے۔

بناؤ سنگار کی ممانعت:

قرآن عورت کو ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت تو دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر ممکن خطرات سے بچاؤ کی تدابیر بھی کرتا ہے۔ وہ اس بات کی سختی سے مذمت کرتا ہے کہ عورت گھر سے باہر بن سنور کر نکلے اور نہ صرف خود کو بلکہ پورے اسلامی معاشرے کو خطرات سے دوچار کرے۔ لہٰذا تربیتی انداز سے راہنمائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى الاحزاب، ٣٣: ٣٣

جیسے کہ ظہور اسلام سے قبل عورتوں میں بن سنور کر بازاروں میں گھومنے کی عادت تھی لہٰذا اسلام نے اس عادتِ قبیحہ کے خلاف واشگاف الفاظ میں علم جہاد بلند کر کے عورت کو عزت و احترام کا لباس بنایا۔

افسوس صد افسوس کہ آج اسلامی معاشرے کی اخلاقی حالت پھر اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ تربیت کے اس حکم کو ذکرِ زبان زدِ خاص و عام کیا جائے تا کہ خواتین میں تبرج کی عادت ختم کی جاسکے۔

نگاہ کی پاکیزگی:

قرآن نے عورت کی تربیت کے مراحل میں ایک ایک نکتہ پر گہری نظر رکھی ہے لہٰذا ہر اس نکتہ کی وضاحت کی ہے جو معاشرتی فساد کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔ چونکہ عورت ضرورتاً گھر کی چار دیواری سے بازار کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور وہاں جگہ جگہ شیطان گھات لگا کر بیٹھا ہے لہٰذا بہت ہی مفکرانہ انداز میں عورت کو حکم دیتا ہے کہ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ (النور، ٢٤: ٣١) جیسے کہ مرد کو جائز نہیں کہ وہ عورت کو دیکھے، اسی طرح عورت کو جائز نہیں کہ وہ مرد کو دیکھے۔

غض بصر کی تعمیل کے ساتھ ہی ذہنی وقلبی خطرات کا سدِ باب ہوجاتا ہے۔ اس وقت معاشرے میں خواتین کو جو مسائل درپیش ہیں۔ اُن میں ایک بڑا مسئلہ اسی نگاہ کی پاکیزگی کے اہتمام کا فقدان ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ سماجی مسائل دن بدن جنم لے رہے ہیں۔ جن کو قابو کرنا مشکل ہورہا ہے اور اس کی اصل وجہ قرآن کے اس پیغام سے روگردانی ہے۔ کچھ شک نہیں اگر خواتین نگاہ کی پاکیزگی کا اہتمام کرلیں تو معاشرے کے آدھے مسائل خود بخود حل ہوجائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اللہ تعالیٰ قٰصِرَاتُ الطَّرْفِ کو پسند فرماتا ہے۔ حورانِ جنت کی تعریف بھی انہی الفاظ سے کی گئی ہے۔

عفت و حیاء:

قرآن عورت کی تربیت شرم و حیاء کے اُن خطوط پر کرتا ہے جو عورت کو ایک من پسند قابل احترام ہستی بنادیتے ہیں۔ ہر اُٹھنے والی بے راہ رو نگاہ ان کے احترام میں جھک جاتی ہے وہ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (النور، ٢٤: ٣١) کے الفاظ کے ساتھ عورت کو ایک ایسی پاک دامن اور باحیا تصویر فراہم کردیتا ہے جو نہ صرف اسلامی معاشرے کے لئے بلکہ دوسری تہذیبوں کے لئے بھی ایک قابل ستائش پیکر ہے۔

معاشرے کی گرتی ہوئی اخلاقی حالت اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ عورت نے اپنے مربّی کے پیغام کو بھلا کر خود کو ایک ایسا سجاوٹی سامان (show piece) بنا لیا ہے جو نگاہ کو تو خیرہ کرسکتا ہے لیکن گھر کی زینت نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ عفت و حیا ایک ایسا زیور ہے جو نہ صرف عورت کو حسن عطا کرتا ہے بلکہ اس کے وقار میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

باوقار چال:

عورت پر قرآن کی کرم نوازیاں دیکھنے کے قابل ہیں۔ انتہائی محبت سے اس کے قدم رکھنے کے انداز کو بھی وضع کرتا ہے۔ لہٰذا اپنے تربیتی منہج میں سے ایک اور عمل نجات مرحمت فرماتے ہوئے کہتا ہے: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. (النور،۲۴: ۳۱) چلتے ہوئے قدم دھیرے دھیرے رکھو۔ زور سے یا چھلانگیں لگا کر بازاروں سے نہ گزرو۔ ایک تو دیکھنے میں نگاہ کو بُرا لگتا ہے اور دوسرے وہ اسرار آشکارہ ہونے کا احتمال ہوتا ہے جن کی پوشیدگیوں کی خاص کوشش کی گئی۔ عورت کی نازکی کا جو اہتمام اس آیت میں ہے۔ انسانی عقل اس کا ادراک نہیں کرسکتی۔ قرآن چاہتا ہے کہ عورت کے قدموں کی چاپ بھی کسی کان میں جانے نہ پائے گویا عفت وحیاء کے قیام کے اہتمام میں انتہا کر دی۔

اندازِ گفتگو:

قرآن کی شان دیکھئے کہ وہ کس انداز سے کائنات کے اس حسین وجود کی تربیت کرتا ہے۔ ایک معصوم بچے کی طرح پیار ومحبت سے اُسے بات کرنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے سمجھاتا ہے کہ جب بوقت ضرورت صنفِ مخالف سے بات کرنی پڑی تو فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ۔ گفتگو میں نزاکت پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ سیدھے سادھے الفاظ میں اصل بات کہہ کر گفتگو ختم کی جائے تاکہ جنس مخالف کو کسی قسم کا شیطانی خیال دل میں نہ گزرے اور وہ کوئی اُمید لگا کر نہ بیٹھ جائے۔ آج خواتین جس ناز وادا سے مردوں سے محو گفتگو رہتی ہے وہ اخلاقی گراوٹ کے اسباب میں سے ایک ایسا عظیم سبب ہے جو معاشرے کو پستیوں کی اس دلدل میں دھکیل دیتا ہے جہاں سے نکلنا ناممکن ہوتا ہے۔

پردہ:

قرآن وہ مربی ہے جو اپنی تربیت گاہ میں تیار ہونے والوں کی ایک ایک نقل وحرکت کو نظر میں رکھتا ہے۔ خالقِ کون ومکان نے اپنی اس آخری سماوی کتاب کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک ایسا مرقع نور بنادیا ہے کہ جس کی ضیاء پاشیوں سے لوگ قیامت تک راہنمائی پاتے رہیں گے۔ اس عظیم مرتبت کتاب نے پردہ اور حدودِ پردہ متعین کرکے عورت کو گھر کے اندر اور گھر سے باہر دونوں جگہ بھرپور تحفظ فراہم کرتے ہوئے فرمایا: يُدْنِينَ جَلَابِيبِهِنَّ اور پھر اُن محرموں کی پوری فہرست فراہم کردی جن کا داخلہ گھر کے اندر ہونے کی صورت میں ہر ممکنہ خطرات سے بچنے کے لئے اُن سے پردے کا حکم دے دیا گیا تاکہ وہ ہر طرح کے شیطانی خطرات سے محفوظ رہ کر پوری تندہی سے اپنی خدمات سرانجام دے سکے۔ صرف ان مذکورہ اشخاص کے سامنے وہ اپنی آرائش کا اظہار کرسکتی ہے:

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ. (النور،۲۴: ۳۱)

آج ہم خواتین قرآن کے ان احکام سے جس طرح غافل ہیں اس کی مثال امتِ مسلمہ کی تاریخ میں نہیں ملتی اور ہم آج جن اخلاقی فسادات کی زد میں ہیں اس کا سدِّ باب قرآن کے اس پیغام پر عمل کے سوا دوسرے کسی راستے کو اختیار کرنے میں نہیں۔ اگر اب بھی اس پیغام کو نہ سمجھا گیا تو گزشتہ امتوں کی طرح ایک قصہ پارینہ بن کر رہ جائیں گے کوئی ہم پر آنسو بہانے والا بھی نہیں ہوگا۔

تمسخر کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کرکے اُسے سب سے اکرم بنادیا اور اس بات کی سختی سے مذمت کی کہ کوئی کسی کو حقیر نہ جانے اور نہ کوئی کسی کا مذاق اُڑائے کیونکہ یہ عمل اللہ کے ہاں انتہائی حدتک ناپسندیدہ ہے؛ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن

يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (الحجرات، ۴۹: ۱۱)

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے وہی عورتیں اُن (مذاق اڑانے والی عورتوں) سے بہتر ہوں۔

روحانی و اخلاقی تربیت کے بعد قرآن عورت کو عائلی ذمہ داریاں تفویض کرتا ہے۔ تا کہ قرآن کی درس گاہ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد وہ معاشرے کا ایک فعّال رکن بن سکے۔ جس دین میں عورت دُنیا کی بہترین نعمت ہو اس میں بھلا یہ کیونکر برداشت کیا جاسکتا ہے کہ اُسے ایک بے کار پرزہ سمجھ کر نظرانداز کیا جائے بلکہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ نیک عورت بہترین پونجی، کیوں ہے؛ اگر غور کیا جائے تو یہ مسلمہ حقیقت خود بخود منکشف ہوجاتی ہے کہ گھر کا تمام نظام اس کے دم سے منظّم ہے۔ شوہر کی تسکین اور بچوں کی تربیت جیسے اہم امور اسی کی کاوشوں سے انجام پاتے ہیں۔ قرآن سے تربیت پانے والی خواتین کی ذمہ داریاں اور ان کا مقام بھی قرآن ہی متعین کرتا ہے۔

ماں:

ماں کو قرآن نے انتہائی اہم ذمہ داری سونپی ہے ایک تو وہ جسمانی طور پر اولاد کا بوجھ اُٹھائے پھرتی ہے اور درد پر درد اُٹھائے اسے جنم دیتی ہے۔ پھر اس کی رضاعت کرتی ہے اور سب سے اہم فریضہ جو نسلوں کی آبیاری کرنا ہے وہ تربیت کا ہے اور اسلام نے ماں کی گود کو پہلا مدرسہ قرار دے کر تربیت کے فریضہ کو اور حساس بنادیا ہے۔ تربیت کی ذمہ داری ماں کو سونپی بھی اس لئے گئی ہے کہ اس کے اندر وہ حوصلہ، صبر، برداشت پیدا کردی گئی ہے جو اولاد کی تربیت کے لئے ضروری ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُسے کفالت کی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیکر مکمل طور پر یکسو ہوکر اولاد کی تربیت کرسکے اور اولاد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا کہ:

وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا.

(الاحقاف، ۴۶: ۱۵)

قرآن کا پہلا بہترین مدرسہ جس کی تربیت شارح قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے امت کی جس طرح تربیت کی تاریخ عالم ان کی مثال لانے سے قاصر ہے

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین سے نیک سلوک کا حکم فرمایا اور اُسے اولاد کے لئے اُس مقام پر فائز کردیا جس پر عظمتوں کی انتہاء ہوجاتی ہے یعنی اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ.

بیوی:

بیوی کو اسلام نے شوہر کی امین بنادیا ہے کہ وہ میاں کی موجودگی اور عدم موجودگی ہر دو صورتوں میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرے گی۔ کیونکہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ،۲: ۱۸۷) کے مطابق دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں اور عورت کے لئے مرد کو بہترین معاشرت کا حکم دیا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین شوہر اور امہات کو بہترین ازواج کی ایک جیتی جاگتی تصویر پاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی۔

گھریلو ناچاکی یا غلط فہمیوں کی صورت میں اختلاف پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں عورت کو قدم قدم پر سوچنے، اپنی اصلاح کرنے اور بُرائی سے بچنے کا موقع فراہم کیا اور انتہائی تدریجی انداز میں جیسے کہ قرآن کا طریقہ کار ہے اُسے میاں کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے الا کہ حالات ناگزیر ہوجائیں۔ یعنی جہاں تک ممکن ہو سمجھوتہ کرے کیونکہ جدائی کی صورت میں بہت سے گھرانے مصائب سے گزریں گے لیکن اگر صلح کی کوئی صورت نہ بن

پائے بلکہ مزید بگاڑ کا خدشہ ہو تو پھر تفریق کو ترجیح دی ہے۔باوجود یہ کہ شارح قرآن نے واضح الفاظ میں طلاق کو حلال چیزوں میں مبغوض ترین چیز قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

أبغضُ الحلال عند اللّٰہ الطلاق

اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ ہر دو فریق صلح کے تمام طریقے آزما چکے ہوں اور سمجھوتے کی کوئی صورت ممکن دکھائی نہ دیتی ہو تو اس میں اللہ کی وسعتوں پر تکیہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔ جیسے کہ ہم تاریخ میں ایسے بین واقعات پاتے ہیں جہاں دونوں فریق کی طلاق کی صورت میں اللہ نے انہیں بہترین ساتھی عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ عورت کے لئے موقع محل کی مناسبت سے تربیتی منہج کے مطابق وقتاً فوقتاً احکام نازل ہوتے رہے تاکہ معاشرے میں نسلوں کی آبیاری ایسے ہاتھوں سے ہوسکے جو امت کو وہ تربیت گاہ فراہم کرسکیں جو خالصتاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں پروان چڑھی۔ ان میں چند ایک ماؤں کی مثالیں پیش خدمت ہیں۔

امہات المومنین:

قرآن کا پہلا بہترین مدرسہ جس کی تربیت شارح قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے امت کی جس طرح تربیت کی تاریخ عالم ان کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ انہوں نے خود بھوکے رہ کر دوسرے کو کھلایا۔ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے صدقات دیجئے اور جب دُنیا کی طرف معمولی سا میلان ظاہر کیا تو فوراً حکم ہوا۔

اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ اُمَتِّعۡكُنَّ وَاُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحًا جَمِيۡلًا. (الاحزاب،۳۳:۲۸)

”اگر تم دنیا اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔“

اس آیت کے نزول کے ساتھ ہی زوجات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اپنی معمولی خواہشات سے بھی برأت ظاہر کردی تاکہ وہ امت کے لئے شرمندگی کا سبب نہ بنیں۔ جن بیبیوں نے ایسی تربیت پائی ہو۔ بھلا وہ امت کی بہترین مائیں ثابت نہ ہوں گی تو کون ہوگا؟

صحابیات و تابعیات:

قرآن کی تربیت کا نظارہ صحابیات کے ہاں عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ ماں کی آنکھوں کے سامنے اس کے جگر گوشے جام شہادت نوش کرتے ہیں لیکن اس ماں کی ہمت و حوصلہ دیکھنے کے قابل ہے جب وہ ان کی لاشوں کو سولی پر لٹکے پاتی ہے تو کہتی ہے یہ شہسوار ابھی تک سواری سے نہیں اترا۔ ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو قرآن نے صراط مستقیم کی جانب جو رہنمائی دی اور پھر نسلوں کی تربیت کا منصب جس طرح ان کے ہاتھ میں دیا کہ انہیں نمونہ بنادیا۔ اُسے قلم رقم کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ ان کا مربّی قرآن ہے اس لئے قرآن نے اپنے شارح کے سائے میں وہ منارہ نور تیار کیے ہیں کہ خود قرآن ان کے درجات متعین کرتا ہے۔

عادلانہ طرزِ تفکر جو کہ مذہبی ثقافت اور قرآنی تدبر سے عبارت ہے۔ وہ عورت کی اصل اور جوہر وہی انسانی جوہر ثابت کرتا ہے جو مرد میں ہے۔ اس لحاظ سے عورت انسانی معاشرے میں اپنے مختلف پہلوؤں کی بناء پر ایک اہم اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ عورت کی قدر و منزلت پر بھرپور توجہ دی۔ اس کی بہترین تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ گویا کہ قرآن وحدیث کردار سازی کی ایک ایسی تربیت گاہ ہے جو امتوں کی تعمیر میں انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے اور اپنے تربیت یافتہ کو نہ صرف معاشرے میں فخر سے جینا سکھاتی ہے بلکہ زندگی کے ہر مرحلے میں اسے کافی و شافی بھی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

متاعِ سلف کو خود ہی جلا دیا ہم نے......نقوش کہنہ کو یکسر مٹا دیا ہم نے

”سبق جو ہم کو ملا تھا بھلا دیا ہم نے“

علوم وفنون پر کمال حاصل کرنے کے لئے اسلامی تعلیمات کو رائج کرنا ہوگا

نپولین نے کہا تھا ”تم مجھے پڑھی لکھی ماں دو میں تمہیں کامیاب قوم دوں گا“

تحریراز: پروفیسر حلیمہ سعدیہ، ماہر اقبالیات

بے شک زندگی عمل بنتی ہے۔ وقار و تمکنت سے بھر پور مقامات زندگی درحقیقت کوشش، محنت اور اچھے اصولوں پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ قدرت کا احسان عظیم ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ اور رسولؐ کے بتائے ہوئے اتنے اچھے اصول موجود ہیں کہ جن کے بتائے ہوئے اتنے اچھے اصول موجود ہیں کہ جن پر عمل کر کے ہمارے اسلاف اقبال مندی و خوشحالی کے نہایت بلند مقام پر پہنچ گئے۔ اگر آج ہم اسلام کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں رائج کر لیں اور یہ تعلیمات کو اپنی زندگی میں رائج کرلیں اور یہ تعلیمات ہمارے جینے مرنے کی اولین ترجیح ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم دور حاضر کے علوم وفنون پر بدرجہ اتم کمال حاصل نہ کریں۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ:

متاعِ سلف کو خود ہی جلا دیا ہم نے
نقوشِ کُہنہ کو یکسر مٹا دیا ہم نے
کہاں سے آئے گی بولو صدائے حق یارو
سبق جو ہم کو ملا تھا بُھلا دیا ہم نے

اگر آج بھی ہم اپنے اسلاف کو عمدہ روایات اور اقدار رکھ اختیار کرلیں اور اخلاص محبت امن، ایثار، رواداری کو اپنا شعار بنالیں تو اُمت محمدی کا ہر فرد ملت کا ستارہ بن کر اُبھرے گا۔ مگر ۔ ”لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجئے“

مندرجہ بالا صفات عالیہ جو کسی معاشرے کے عروج کا باعث ہو معاشرے میں قصئہ پارینہ ہو چکی ہیں۔ دورِ حاضر میں اخلاص و مروت کی جگہ کیا ملتا ہے وہ اس شعر میں پیش خدمت ہے:

اجلاس کا عنوان ہے اخلاص و مروت
بد خوی میں مصروف ہیں حضرات مسلسل

ہمارے بظاہر مسلم معاشرہ میں ثقافتی میلوں کے نام پر بڑے بڑے ہوٹلوں میں انگنت انداز کے طعام تو سجائے جاتے ہیں لیکن ان حسین اور بلند و بالا عمارتوں کے سائے میں بہت سے گھر ایسے ہیں جہاں ہماری آج کی مجبور مائیں اپنے معصوم بچوں سے ”کھانا پکنے“ کا جھوٹ بول کر انہیں بھوکا سُلا دینے پر مجبور ہیں۔ ایک جانب وسائل کی فراہمی کا یہ عالم ہے کہ ظاہری حسن و جمال اور نمود و نمائش کے نام پر لاکھوں روپے لٹائے جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب کتنے ہی فرزندان شوق غربت کی اذیت میں مبتلا رہ کر تعلیمی درسگاہوں میں حصولِ علم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ عہد حاضر میں ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ اقدارِ اسلامیہ سے دوری کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ علم کے نام پر وہم بانٹے جاتے ہیں ظلم و بربریت کی داستان یہ ہے کہ کبھی جہیز کے نام پر تو کہیں فرقہ بندی کے نام پر مسلمان بچے اور بچیوں کو ابدی نیند سُلا دیا جاتا ہے۔ مرنے

والا بھی مسلمان اور مارنے والا بھی مسلمان۔ حیاء بزرگوں کا احترام اور رشتوں کی پاسداری یہ ایسی صفات ہیں جو کبھی مسلمان بیٹوں کی پہچان ہوا کرتی تھیں۔لیکن اب'' ٹک ٹاک اور سیلفی'' کے شوق نے اُمت مسلمہ کی نسلِ نو کو جس راہ راست سے ہٹایا ہے اس نقصان کی روک تھام وقت کی اہم ضرورت ہوگئی ہے بقول اکبرالہ آبادی:

بے پردہ کل آئیں نظرچند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قوی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

دورِ حاضر میں پیسے کی ایسی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ بہنوں کی شادیوں کی پریشانی میں کتنے ہی بھائی رزق حلال کی پہچان کھو دیتے ہیں۔ لمبے چوڑے جہیز کے تقاضوں نے والدین کو ایسا پریشان کر رکھا ہے کہ اُن کی بیٹیوں کے گھر بیٹھے انتظار کرتے سر میں چاندی اُتر آتی ہے۔آخر ان شریف زادوں کی قدر کرنے والے خاندان کیوں ناپید ہوتے جارہے ہیں۔

ہم سب مل کر اپنے معاشرے میں سدھار پیدا کیوں نہیں کرتے یہی سوشل میڈیا جوہر معیار سے گری ہوئی حرکت کو جنگل کی آگ کی طرف لمحوں میں شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیتا ہے وہ معاشرے کی ان تلخ حقیقتوں کو اُجاگر کرنے اور انکے سد باب کرنے میں کلیدی کردار ادا کیوں نہیں کرتا نسل نو کو یہ کیوں نہیں سمجھایا جاتا کہ بے شک حضرت علامہ اقبال نے یہ فرمایا تھا کہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

لیکن اس رنگ سے مراد ''اُمومیت'' یعنی ''ماں'' کے کردار کو بہترین انداز میں نبھانا ہے۔ اقبال نے جس ''وجود زن'' کو کائنات کا رنگ کہا ہے وہ کہیں ماں ، کہیں بیٹی ، کہیں بہن اور کہیں بیوی کے پاکیزہ روپ میں نظر آتی ہے۔

اس سے مراد اغیار کی محفل میں شمع محفل بن کر جلوہ دکھانا اور ٹک ٹاک اور فیس بک سٹیٹس سے سستی شہرت حاصل کرنا قطعاً نہیں ہے۔

درحقیقت اقبال جس وجود زن کو کائنات کی تصویر کا رنگ کہہ رہے ہیں وہ عورت کو وہ روپ ہے کہ جس کی گود میں غازی اور شہید جنم لیتے ہیں جس کی آغوش میں وہ مرد مومن تربیت حاصل کرتے ہیں۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولا دہے مومن

کی عمدہ تصویر ہوتے ہیں۔ یہ عورت کا وہ روپ ہے جو گھر کی چار دیواری میں رازق بھی ہوتی ہے اور مسیحا بھی یہ عورت کا وہ انداز ہے جہاں چادر اور چاردیواری کی حرمت کی خاطر جان تک وار سکتی ہے۔ یہ عورت کا وہ رنگ ہے جس میں قرآن وسنت کے احکامات پر عمل پیرا ہوکر گھر میں ہی ولی کا درجہ پا جاتی ہے۔ یہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر سے اپنے تقاضے نہیں کرتی جن سے مجبور ہوکر مرد حرام کمائی میں مبتلا ہو جائے۔

یہی عورت علم یافتہ ہوتی ہے تو ''لینن'' کہہ اُٹھتا ہے کہ تم مجھے پڑھی لکھی ماں دو میں تمہیں کامیاب قوم دوں گا۔

خدا کرے کہ اس عرض پاک پر موجود نسلِ نو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور اس پاک دھرتی کا ہر قریہ اسلام کے بتائے ہوئے اصول وضوابط پر چلنے والوں سے سجا رہے۔دعا ہے کہ ہر مسلمان بچی کو اللہ رب العزت خاتون جنت کی قدرے عالیہ کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)۔

بے شک حکیم امت شاعر مشرق علامہ محمد اقبال صحیح فرما گئے۔

راز ہے، راز ہے تقدیر جہانِ تگ و تاز
جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز
صف جنگاہ میں مردان خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز

☆☆☆☆☆

آپ کی صحت

گردوں کے امراض اور غذا

طرزِ زندگی تبدیل کر کے گردوں کی بیماری سے نمٹا جا سکتا ہے

مصنوعی غذائوں کا استعمال گردوں کی خرابی کی ایک بڑی وجہ ہے

ویشاء وحید

گردے کے امراض کے مریضوں کے لیے خوراک اور غذا کی بہت اہمیت ہے۔ غذا کے صحیح استعمال سے مرض کی شدت پر قابو پایا جاسکتا ہے اور روزمرہ کی زندگی بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ ڈائیلاسز کے مریضوں میں خوراک اور غذا کی بہت اہمیت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مریض غذا کی اہمیت کو سمجھے اور اس سلسلے میں ماہر غذائیات سے مشورہ کرے تاکہ ہر مریض کی غذا اس کی ضرورت کے مطابق ترتیب دی جاسکے۔ مندرجہ ذیل اشیاء سے پرہیز کریں۔

انجیر، خشک خوبانی، آلو بخارہ، بادام، چلغوزہ، مونگ پھلی، پستہ، اخروٹ، کشمش، لہسن کی چٹنی، سویا ساس، ٹماٹو ساس، اچار، لوبیا، چنے

دودھ:

دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء مثلاً دہی کا استعمال محدود کیا جائے۔ دودھ 1 کپ سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

پھل:

مندرجہ ذیل پھلوں کی فہرست میں سے دن بھر میں صرف 1 پھل سامنے دی گئی مقدار کے مطابق کھایا جاسکتا ہے۔

سیب (ایک عدد)، آڑو (ایک چھوٹا)، ناشپاتی (ایک چھوٹی)، شہتوت (آدھا کپ)، لیچی (5 عدد)، لوکاٹ (4 عدد)، بیر (4 عدد)، انگور (8-10 عدد)

سبزیاں:

کچھ سبزیاں پوٹاشیم کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کا استعمال محدود کردیا جاتا ہے۔ دن بھر میں مندرجہ ذیل سبزیوں میں سے کوئی بھی ایک سبزی سامنے دی گئی مقدار کے مطابق استعمال کرسکتے ہیں۔ ایک وقت کے کھانے کے ساتھ۔

> **عمومی طور پر یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ گردے کے امراض ہونے پر مریض ہمت ہار جاتا ہے اور بیماری بد سے بدتر ہوجاتی ہے۔ لوگوں کو یہ آگاہی نہیں ہوتی کہ اس بیماری کے رہتے ہوئے اگر ہم اپنے طرز زندگی میں تبدیلی لے آئے تو اس کے ساتھ بھی ہم اپنی زندگی بغیر مزید تکلیف کے گزار سکتے ہیں**

بند گوبھی (1/2 کپ)، بینگن (1/2 کپ)، شملے کی مرچ (1/2 کپ)، شلجم (1/2 کپ)، پھلیاں (1/2 کپ)، گاجر پھول گوبھی (1/2 کپ)، آلو (1/2 درمیانہ)، بوٹا (1/2 درمیانہ)، اروی (درمیانی)، مٹر (1/4

کپ)، گھیا توری (1/4 کپ)، پیٹھا (1/4 کپ)، ٹینڈا (1/4 کپ)

اگر ہم اپنی زندگی میں روزانہ کے معمول میں قدرتی خوراک کو شامل کرلیں اور مصنوعی غذائی اشیاء سے اجتناب کریں تاکہ ان میں موجود کیمیائی مادے ہمارے گردوں کو نقصان نہ پہنچائیں

کچی سبزیوں کو چھیل کر اور کاٹ کر نیم گرم پانی میں 1-2 گھنٹے بھگوئیں اور سبزیاں پکانے کے لیے دوبارہ تازہ پانی استعمال کریں۔

گوشت اور دالیں: وہ مریض جن کے گردے کمزور ہیں وہ کم مقدار میں پروٹین استعمال کریں اور جو مریض ڈائیلاسز ہیں وہ قدر زیادہ پروٹین استعمال کرسکتے ہیں۔ یعنی اندازاً ایک چھوٹی بوٹی استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ مونگ مسور، کالے چنے، سفید چنے، خشک لوبیا کا استعمال محدود کرنا چاہیے۔

گندم:

گندم کا چھنا ہوا آٹا استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔ چوکر ملا آٹا اور جو کے آٹے کی چپاتی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

پانی کا استعمال:

گردے خراب ہونے کی صورت میں گردوں کی پانی اور نمک کا تناسب برقرار رکھنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

مقرر کردہ مقدار میں مندرجہ ذیل چیزیں بھی شامل ہیں۔

چائے، کسٹرڈ، بوتل، دودھ، جوس، سوپ، شوربہ، زیادہ پانی والی سبزیاں اور پھل مثلاً تربوز

عمومی طور پر یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ گردے کے امراض ہونے پر مریض ہمت ہار جاتا ہے اور بیماری بد سے بد تر ہوجاتی ہے۔ لوگوں کو یہ آگاہی نہیں ہوتی کہ اس بیماری کے رہتے ہوئے اگر ہم اپنے طرز زندگی میں تبدیلی لے آئے تو اس کے ساتھ بھی ہم اپنی زندگی بغیر مزید تکلیف کے گزار سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم خود کو گردوں کی بیماری سے محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی میں روزانہ کے معمول میں قدرتی خوراک کو شامل کرلیں اور مصنوعی غذائی اشیاء سے اجتناب کریں تاکہ ان میں موجود کیمیائی مادے ہمارے گردوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: قرار داد پاکستان اور اس کا پس منظر

قرار داد پاکستان ایک تاریخ ساز فیصلہ تھا جس نے زوال پذیر اور ناتواں قوم میں بقائے ملت کا احساس اجاگر کیا۔ قوم ایک نئی قوت اور توانائی کے ساتھ بیدار ہوئی اور منزلِ مقصود کو پالیا یقیناً جو قومیں اپنی منزل متعین کرکے اس کے حصول کے لیے انتھک کوشش اور جدوجہد کرتی ہیں وہ اپنا مطمع نظر حاصل کرلیتی ہیں۔ بابائے قوم محمد علی جناح نے نوجوان نسل کو اتحاد ایمان تنظیم کے جو انمول اصول دیئے تھے آپ نے خود بھی ان پر عمل کیا اور قوم کو بھی ان کی ترغیب دی۔ 23 مارچ کا دن پیغام ہے کہ جو قومیں اپنی صفوں میں اتحاد کا جوہر پیدا کرتی ہیں اور یقین محکم کے ساتھ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے جدوجہد کرتی ہیں۔ نظم و ضبط کی موثر ترین تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ یقیناً اپنا مقصد نظر حاصل کرلیتی ہیں۔ قوموں کی زندگی میں آزمائشیں، مصائب اور مشکلات تو آتی رہتی ہیں مگر صبر و استقلال، عزم و ایمان کی قوت ان کے جذبوں کو جواں رکھتی ہیں اور ان کی منزل آسان کردیتی ہیں۔

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

☆☆☆☆☆

علم و ہنر سے دامن ہر اک کا بھر دیا ہے
عزم و عمل پہ اس نے ہر شخص کو ابھارا

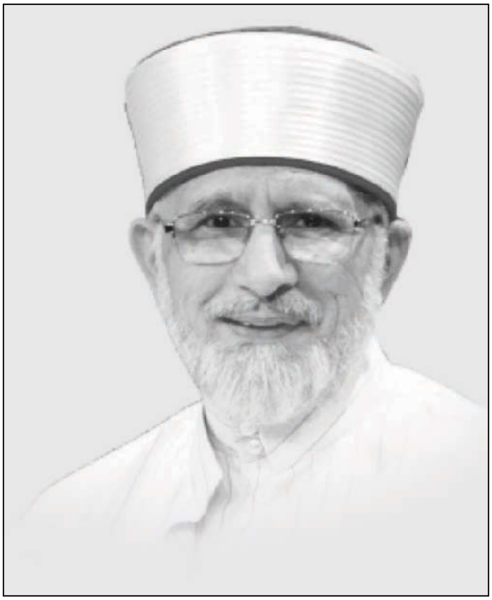

ہم دنیا بھر کی تمام تنظیمات و کارکنان کو

شیخ الاسلام

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کو ان کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر
دنیا بھر میں شاندار تقریبات اور سیمینارز
کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام نے ملک و قوم کی بیٹیوں کی علمی، فکری، اخلاقی و روحانی آبیاری
کرتے ہوئے انہیں معتدل زندگی گزارنے کے اصول بتائے ہیں۔

اللہ پاک سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کا سایہ
ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

مسز روبینہ احسان، مسز رخسانہ زبیر، شیزانہ الیاس، عبیرہ بشارت، عائشہ یاسر، کبریٰ نثار

منہاج القرآن ویمن لیگ میرپور آزاد کشمیر

گلدستہ

نظر کی کمزوری کا علاج سیب کے چھلکے کے فوائد

تندوری چائے اور پراٹھا سینڈوچ بنانے کا طریقہ

سچائی انسان کا حسن، جھوٹ دم گھونٹنے والا دھواں ہے

مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین

سنہرے موتی:

۱۔ جو علم کو دنیا کمانے کے لیے حاصل کرتا ہے علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا۔ امام ابو حنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ)

۲۔ جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔ (حضرت لقمان علیہ السلام)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی حقیقت کا علم تم سے چھپا لیا ہے، اس لیے کوئی چیز تمہیں اچھی لگے یا نہ لگے، اس کے خلاف نہ کہو۔ (شیخ عبد القادر جیلانی)

۴۔ بعض اوقات اللہ کا بندے کی درخواست کو قبول نہ کرنا بندے پر شفقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (شیخ عبد القادر جیلانی)

۵۔ دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے، لہٰذا صبر کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو۔ (شیخ عبد القادر جیلانی)

۶۔ تین کام کسی کے دل میں آپ کی عزت کو بڑھاتے ہیں، ۱۔ سلام کرنا، ۲۔ کسی کو جگہ دینا، ۳۔ اچھے نام سے پکارنا

۷۔ خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے۔ (حضرت واصف علی واصف)

سچائی انسانیت کا حسن ہے۔

جھوٹ دم گھٹنے والا دھوّاں ہے۔

حکمت کی باتیں

غصّہ قابل ترین انسان کو بے وقوف بنا دیتا ہے۔

نادان لوگ دل کا چین لٹا دیتے ہیں دولت کیلئے جبکہ دانشمند لوگ دولت لٹا دیتے ہیں دل کے چین کیلئے۔

نظر کی کمزوری کا علاج

چنے بھنے ہوئے آدھا کلو، بادام ایک کلو، خشک دھنیا آدھا کلو، سونف آدھا کلو، سفید مرچ ایک چھٹانک، چھوٹی الائچی ایک چھٹانک، کوزہ مصری حسب ضرورت

ان سب چیزوں کو گرینڈ کر کے مکس کر لیں اور صبح نہار منہ دو چمچ ہمراہ ایک کپ دودھ استعمال کریں۔

ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

سیب کے چھلکے کے فوائد:

چائے پاکستان میں عام مشروب بن چکا ہے۔ دن رات کوئی وقت ایسا نہیں جب چائے دستیاب نہ ہو۔ پاکستان میں دودھ پتی والی چائے کا رواج ہے جو زیادہ فائدہ مند نہیں۔ البتہ پھلوں اور جڑی بوٹیوں سے بنی ہوئی چائے نوش کی جائے تو اس کے طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً جسمانی طور پر کمزور افراد اور بوڑھے، اور ٹائیفائیڈ کی کمزوری میں مبتلا افراد یا پھر جوڑوں کے درد کی وجہ سے پریشان رہنے والے لوگ سیب چھلکوں کی چائے پیا کریں تو ان کی سوچ سے بھی زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ سیب کے چھلکے اکثر ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں بھی غذائیت، لذت اور بے شمار فوائد ہوتے

ہیں۔ ان کو تازہ یا خشک حالت میں کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر چائے تیار کرلیں۔ اگر دودھ اور چینی کی بجائے شہد اور لیموں کا رس ملا کر نوش فرمائیں تو اور بھی مفید ہے۔ اس طرح نزلہ، زکام، ضعفِ دماغ، کھانسی اور ہچکی کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

شیرمال بنانے کا طریقہ

اجزاء:

میدہ دو کپ، نمک 3/4 چائے کا چمچہ، کاسٹر شوگر ایک کھانے کا چمچہ، کھویا آدھا کپ، خمیر دو چائے کے چمچے، کیوڑا ایک چائے کا چمچہ، گھی تین کھانے کے چمچے، کریم تین کھانے کے چمچے، انڈا ایک عدد، فل کریم ملک پاوڈر چار کھانے کے چمچے، نیم گرم پانی ڈو بنانے کے لئے، تِل حسبِ ضرورت

ترکیب:

ایک پیالے میں دو کپ میدہ، 3/4 چائے کا چمچہ نمک ایک کھانے کا چمچہ کاسٹر شوگر، آدھا کپ کھویا، دو چائے کے چمچے خمیر، ایک چائے کا چمچہ کیوڑا، تین کھانے کے چمچے گھی، تین کھانے کے چمچے کریم، ایک عدد انڈا اور چار کھانے کے چمچے فل کریم ملک پاوڈر ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔ اب نیم گرم پانی سے گوندھ کر نرم ڈو بنالیں اور تھوڑی دیر پھولنے کے لئے رکھ دیں، یہاں تک کہ وہ ڈبل ہوجائے۔ اب اسے مزید گوندھ کر اس کے تین سے چار پیڑے بنالیں۔ پھر ہاتھ سے پھیلا کر کواٹر سائز پلیٹ میں پھیلا دیں۔ اس کے بعد ٹرے پر ڈو ڈال کر کانٹے کی مدد سے نشان لگائیں اور 45 منٹ کے لئے چھوڑ دیں۔ اب اسے دودھ کے ساتھ برش کر کے حسبِ ضرورت تِل چھڑک دیں۔ پھر اسے بارہ سے پندرہ منٹ کے لئے 200c پر بیک کریں۔ پھر آخر میں دودھ سے برش کر کے فوائل سے کور کریں، کھانے کے وقت سرو کریں۔

تندوری چائے:

اجزاء: دودھ 3 کپ، پانی 1 کپ، الائچی 2 عدد سونف 1 چوتھائی چائے کا چمچ، دار چینی 1، ادرک سلائیسز 1 چائے کا چمچ، چائے پتی 5-4 چائے کے چمچ، نمک 1 چوتھائی چائے کا چمچ، شکر 5-4 چائے کے چمچ، پتی 5-4 چائے کے چمچ

ترکیب:

مٹی کے برتن کو تیز آنچ پر اچھی طرح تقریباً 20-15 سیکنڈ تک گرم کریں۔

دوسرے چولہے پر دودھ، پانی اور الائچی ڈال کر ابال لیں۔

اب اس میں باریک کٹی ادرک، دار چینی، سونف، شکر اور چائے کی پتی ڈال کر ابال لیں۔

اب 5,6 منٹ تیز آنچ پر چائے کو اچھی طرح پھینٹیں اور چھان لیں۔

اس کے بعد مٹی کے برتن کو کسی گہرے برتن میں رکھیں اور گرم چائے کو تیز گرم مٹی کے برتن میں ڈالیں۔ تندوری چائے تیار ہے۔

پراٹھا سینڈوچ بنانے کا طریقہ:

اجزاء: میدہ 500 گرام، کھانے کا تیل 1 کھانے کا چمچ، نمک 1 چائے کا چمچ، چکن قیمہ 500 گرام، ٹماٹر 1 عدد، پیاز 1 عدد، ادرک لہسن پیسٹ 1 چائے کا چمچ، کٹی لال مرچ 1 کھانے کا چمچ، کالی مرچ 1 چائے کا چمچ، شملا مرچ 1 کپ، ذیرہ 1 چائے کا چمچ، دھنیا پاؤڈر 1 چائے کا چمچ، تازہ دھنیا آدھا کپ، مایونیز 3 کھانے کے چمچ، چلی گارلک سوس 3 کھانے کے چمچ، سوس فلنگ کے لئے، مایونیز 1 کپ، مسٹرڈ پیسٹ 2 کھانے کے چمچ، نمک حسبِ ذائقہ، کالی مرچ آدھا چائے کا چمچ، موزریلا چیز حسبِ ضرورت، چیڈر چیز حسبِ ضرورت

ترکیب:

ایک پین میں کھانے کا تیل گرم کرکے اس میں ادرک لہسن پیسٹ اور ٹماٹر ڈال کر بھون لیں۔

اب اس میں چکن قیمہ اور مصالحے ڈال کر تین سے پانچ منٹ پکائیں۔

پھر اس میں پیاز، شملا مرچ، سبز مرچیں، مایونیز اور چلی گارلک سوس ڈال کر ایک منٹ پکائیں۔☆☆☆

روحانی وظائف

﴿وظیفہ ذوقِ عبادت﴾

پہلا وظیفہ: عبادت گذاری اور اس میں رغبت اور ذوق وشوق کے لئے یہ وظیفہ مفید اور مؤثر ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ ﴿قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ○ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ○ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ○ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ○ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ○ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَ لِیَ دِیۡنِ ○﴾

فضیلت: سورۃ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ اس کی تلاوت سے شرک سے نجات نصیب ہوتی ہے اور توحید میں پختگی آتی ہے۔

- ۴۰ مرتبہ یا حسب ضرورت ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف اور ۱۱، ۱۱ مرتبہ استغفار پڑھیں۔
- اس وظیفہ کو کم از کم ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

دوسرا وظیفہ: اگر کسی کے اندر عبادت کا ذوق پیدا نہ ہوتا ہو، عبادت میں دل نہ لگتا ہو، یکسوئی اور خشوع وخضوع کی کمی ہو اور وہ چاہے کہ دل عبادت کی طرف راغب ہو کر اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کے لئے درج ذیل آیات کا وظیفہ بھی مفید و مؤثر ہے:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

۱۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ (الفاتحہ، ۱:۵)

۲۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ○ (البقرہ، ۲:۲۱)

۳۔ اَمۡ کُنۡتُمۡ شُہَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ یَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ ۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِیۡہِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰہَکَ وَ اِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِلٰـہًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ ○ (البقرہ، ۲:۱۳۳)

۴۔ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ ○ (ہود، ۱۱:۲)

۵۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ وَ لَاۤ اُشۡرِکَ بِہٖ ؕ اِلَیۡہِ اَدۡعُوۡا وَ اِلَیۡہِ مَاٰبِ ○ (الرعد، ۱۳:۳۶)

۶۔ وَ اعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ ○ (الحجر، ۱۵:۹۹)

۷۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ارۡکَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ○ (الحج، ۲۲:۷۷)

۸۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ○ (الزمر، ۳۹:۲)

۹۔ قُلِ اللّٰہَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ ○ (الزمر، ۳۹:۱۴)

۱۰۔ وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ○ (الذاریات، ۵۱:۵۶)

- ان آیات کی روزانہ نمازِ فجر کے بعد کم از کم تین بار تلاوت کریں۔ اگر فرصت ہو تو نمازِ مغرب یا عشاء کے بعد جس وقت زیادہ یکسوئی اور تنہائی مل سکے، اس وظیفہ کو اپنا معمول بنا لیں۔ ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھنے میں بہت برکات ہیں۔

ہاتھ پر پھونک کر سینے پر مل لیں اور پانی دم کر کے پئیں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن یا ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ اسلام آباد کیپٹل زون کے زیراہتمام ''قائد ڈے سیمینار'' کا انعقاد

منہاج القرآن ویمن لیگ ضلع گوجرانوالہ کے زیراہتمام ''قائد ڈے سیمینار'' کا انعقاد

منہاج القرآن ویمن لیگ لودھراں کے زیراہتمام ''عرفان الہدایہ کورس کی اختتامی تقریب و قائد ڈے سیمینار'' کا انعقاد

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
MAR-2021
LAHORE
Regd CPL No.45

قائد ڈے کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی آنے والی نئی کتب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی
انقلابی و فکری اور عصری موضوعات پر 600 سے زائد کتب